3

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

25 محرم الحرام تا 2 صفر المظفر 1431ھ / 12 تا 18 جنوری 2010ء

انسانی حاکمیت کی بجائے خلافت

انقلابی نظریہ کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ موجود الوقت نظام کی جڑوں پر تیشہ بن کر گرے۔ نظریہ توحید کے مضمرات میں سب سے پہلی بات اللہ کی حاکمیت ہے۔ اللہ کی زمین پر نہ کوئی انسان حاکم ہے اور نہ کوئی قوم حاکم ہے۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری!

نظریہ توحید انسانی حاکمیت کی ہر شکل میں نفی کرتا ہے۔ انسانی حاکمیت نہ تو فردِ واحد کی بادشاہت کی شکل میں قابلِ قبول ہے، نہ کسی قوم کی دوسری قوم پر حاکمیت کی شکل میں، جیسے انگریز ہم پر حکمران ہو گیا تھا، اور نہ ہی عوام کی حاکمیت جائز ہے۔ حاکمیت (Sovereignty) کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور انسان کے لیے خلافت ہے۔ حاکمیت کی دوسری تمام صورتیں شرک ہیں اور دورِ حاضر میں حاکمیت جمہوری (Popular Sovereignty) کا تصور بدترین شرک ہے۔ شارع (قانون ساز) صرف اللہ تعالیٰ ہے اور رسول ﷺ اس کے نمائندے ہیں۔ اب بتایئے، اس سے بڑا کوئی انقلابی نعرہ ہو گا؟

رسول انقلاب کا طریق انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

نیوکمانڈر کی دہائی، امریکہ اور پاکستان

تین اوامر، تین نواہی

آؤ سوچیں ذرا!

شادی بیاہ اور اسلامی تعلیمات

پاکستان کی حساس تنصیبات کا امریکی گھیراؤ

خواتین کی زیب و زینت کی شرعی حدود

طالبان پر حقوق انسانی کی پامالی کا الزام

کیا یہ پاکستانی نہیں؟

آلھدیٰ (403)

سورۃ الانفال

(آیات:7تا10)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَیُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ
وَیَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۷﴾ لِیُحِقَّ الۡحَقَّ وَیُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۸﴾ اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ
مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشۡرٰی وَلِتَطۡمَئِنَّ بِہٖ قُلُوۡبُکُمۡ ۚ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ
عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰﴾﴾

’’اور (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہوجائے گا اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے، وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ (کر پھینک) دے۔ تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کردے، گو مشرک ناخوش ہی ہوں۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کرلی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے، تمہاری مدد کریں گے۔ اور اس مدد کو اللہ نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے، بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔‘‘

فرمایا، وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم سے یہ وعدہ کررہا تھا کہ ان دونوں گروہوں (سامان تجارت والا قافلہ اور مسلح لشکر) میں سے ایک تمہیں مل جائے گا۔ یعنی ایک پر تمہاری فتح یقینی ہے۔ اور اے مسلمانو تم یہ چاہتے تھے کہ اس طرف جاؤ جدھر کانٹا لگنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو، یعنی تجارتی قافلہ کی طرف، جس کے ساتھ 50یا100 آدمی تھے اور اونٹوں پر بڑی مقدار میں سامان تھا، جس کی مالیت لگ بھگ 50ہزار دینار تھی اور اس قافلے کو آسانی سے قابو کیا جاسکتا تھا۔ پھر اس کے حق میں عقلی دلائل بھی تھے کہ حضورؐ، ہمارے پاس تو ہتھیار بھی نہیں اور نہ ہی ہم تیار ہو کر مدینے سے نکلے ہیں۔ چنانچہ مناسب یہی ہے کہ پہلے ہم تجارتی قافلے کا رُخ کریں۔ مال بھی حاصل ہوجائے گا اور ہتھیار بھی مل جائیں گے۔ اس کے بعد ہم لشکرِ کفار کے ساتھ لڑنے کے لیے بھی بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ گویا عقل اور منطق بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اپنے فیصلے کے ذریعے حق کا حق ہونا ثابت کردے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ اگر عام دنیوی قواعد اور ضوابط کو دیکھا جائے تو معاملہ اور ہے، مگر اللہ نے اس دن کو 'یوم الفرقان' بنانا تھا، تاکہ نمایاں ہوجائے کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ اور یہ اس وقت ہوسکتا تھا جب یہ contrast برقرار رہتا کہ 313 بے سروسامان لوگ ایک ہزار کے مسلح لشکر کے ساتھ بھڑ جائیں اور اللہ اُن کو فتح دے اور اس طرح حق کا حق ہونا ثابت ہوجائے اور باطل کا باطل ہونا ظاہر ہوجائے، خواہ یہ بات مجرموں کو کتنی ہی ناگوار ہو۔

وہ وقت بھی یاد کرو، جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے کہ اے رب ہماری مدد فرما۔ تو اللہ نے تمہاری دعا کو قبول کیا کہ میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا جو لگاتار آئیں گے۔ یعنی کفار کا ایک ہزار کا لشکر آیا ہے تو اللہ کی طرف سے تمہاری مدد کو بھی ایک ہزار فرشتے پہنچیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ یہ انتظام محض تمہاری بشارت کے لیے کیا گیا، تاکہ تمہارے دل مطمئن ہوجائیں، ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ تو 'کن فیکون' کی شان والا ہے۔ وہ فرشتوں کو بھیجے بغیر بھی مدد کرسکتا تھا، لیکن بربنائے بشری جو تمہارا سوچنے کا انداز ہے کہ بہت بڑا لشکر آرہا ہے، تو تمہاری تسکین کے لیے ہم نے یہ شکل کردی کہ ہم فرشتے تمہاری مدد کو بھیج دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست اور حکمت والا ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دھوکہ باز حاکم

عَنۡ معقل بِنۡ یسار رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ :((مَامِنۡ وَّالٍ یَّلِیۡ رَعِیَّۃً مِّنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ فَیَمُوۡتُ وَھُوَ غَاشٌّ لَّھُمۡ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ)) (رواہ البخاری)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس حکمران پر بہشت کو حرام قرار دیا ہے جو آخر دم تک ان پر دھوکہ بازی اور خیانت کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

محبوب الحق عاجز

نیٹو کمانڈر کی دہائی، امریکہ اور پاکستان

افغانستان میں نیٹو کے ایساف کمانڈر نے کابل میں پریس کانفرنس کے دوران اعتراف کیا ہے کہ طالبان نے افغانستان کے 34 میں سے 33 صوبوں میں کنٹرول حاصل کر کے متوازی حکومتیں قائم کر لی ہیں۔ امریکہ اور نیٹو نے طالبان کو افغانستان سے ختم کرنے کے لیے جو جنگ شروع کی تھی وہ خاطر خواہ کامیاب نہیں ہو رہی۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے جبکہ طالبان پھیل رہے ہیں۔ مجاہدین افغان حکومت کی کمزوری کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی قوت مجتمع کر رہے ہیں۔ نیٹو کے کمانڈر نے کہا کہ طالبان کی فکر القاعدہ ہے جو دنیا سے مغرب کی اجارہ داری ختم کر کے خلافت کا احیاء چاہتے ہیں اور ایک اسلامی ریاست قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کمانڈر کا کہنا تھا کہ امریکی صدر کی جانب سے 30 ہزار فوجی دستوں کی منظوری جہاں پہلے سے موجود دستوں کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہوئی تھی، وہاں طالبان نے بھی اضافی فوجیوں سے نمٹنے کے لیے اپنی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ نیٹو کمانڈر کی اس دہائی سے پہلے عالمی شہرت یافتہ برطانوی تھنک ٹینک (ICOS) بھی اپنی تازہ ترین رپورٹ میں یہ انکشاف کر چکا ہے کہ افغانستان کے 80 فیصد حصے پر عملاً طالبان کا کنٹرول ہے۔ اس رپورٹ کی مغربی ممالک نے اگرچہ شدید مذمت کی تھی، مگر اب نیٹو کمانڈر کے بیان نے اس رپورٹ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس بیان سے کچھ دن پہلے افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں گرفتار امریکی فوجی رابرٹ ہیگ نے بھی اپنے ویڈیو بیان میں یہ انتباہ کیا ہے کہ آٹھ برس قبل امریکہ کی قیادت میں افغانستان پر قبضہ کے بعد جنگ اب اُن کے ہاتھوں سے نکل چکی ہے اور افغانستان ایک نیا ویتنام بنتا جا رہا ہے۔

امریکہ اور نیٹو کے صلیبی اتحاد نے افغانستان پر جو جارحیت کی، وہ سراسر غلط اور کھلی دہشت گردی تھی۔ ساری دنیا پر یہ بات اب آشکارا ہو چکی ہے کہ نائن الیون کا واقعہ نیو کونز کا ڈرامہ تھا، جس کا مقصد عالم کفر کو عالم اسلام کے خلاف صف آراء کر کے اولاً افغانستان میں اسلامی نظام کے اس نوزائیدہ پودے کو جڑ سے اکھاڑنا تھا جہاں شریعتِ اسلامی کے نفاذ کی برکات پوری دنیا کی توجہات کا مرکز بننے لگی تھیں۔ مزید برآں مسلمانوں کی عالمی جہادی تحریک کا راستہ روکنا مقصود تھا، تاکہ صیہونیوں اور صلیبیوں کے نیو ورلڈ آرڈر کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا جا سکے۔ امریکی اور اتحادی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ افغان سرزمین مزاحمت کی شاندار تاریخ رکھتی ہے۔ ماضی بعید سے قطع نظر ماضی قریب میں بھی وقت کی دو سپر پاورز برطانیہ اور سوویت یونین کو یہاں بدترین ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا، بلکہ اُن کا سپر پاورز کا غرور خاک میں مل گیا اور وہ پاش پاش ہو گئیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے تئیں بھرپور منصوبہ بندی، بہترین عسکری حکمت عملی اور جدید ترین خوفناک جنگی ٹیکنالوجی کے ساتھ اس تباہ حال، غریب نوزائیدہ اسلامی ریاست پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔ اس شیطانی اتحاد میں نیٹو اتحاد کے ممالک امریکہ، برطانیہ، ڈنمارک، فرانس، سپین، ناروے، پولینڈ، ہالینڈ، جرمنی، یونان، اٹلی اور کینیڈا کے علاوہ ایسے ممالک بھی شامل کیے گئے جو نیٹو میں شامل نہیں جیسے آسٹریلیا، کوریا، جاپان۔ ادارہ اقوام متحدہ بھی اس اتحاد کی پشتیبانی کر رہا تھا۔ خود ہمارے کمانڈو فوجی حکمران نے بھی ایک دھمکی پر اس اتحاد کا حصہ بننے، افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے اور بے گناہ افغانوں کے قتل عام پر آمادگی ظاہر کر دی۔ بلکہ پاکستان کو فرنٹ لائن اتحادی کا درجہ دے کر، پاک سرزمین سے افغانیوں کی خونریزی کے لیے کم و بیش

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 03

25 محرم الحرام تا 2 صفر المظفر 1431ھ

12 تا 18 جنوری 2010ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000

فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا---------------- (2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

57ہزار صلیبی پروازیں کی گئیں۔امریکہ اور اتحادیوں کی بھرپور فوجی تیاری اور منظم طاقت کے ساتھ ساتھ یہودیوں کا کنٹرولڈ میڈیا بھی امریکہ کی پشت پر تھا۔ وہ بھی طالبان کو ظالم، وحشی، درندے، غیر مہذب باور کرانے پر تلا رہا، اور امریکہ کی ننگی جارحیت کو افغانوں کی آزادی دلانے کی جدوجہد اور ''لامتناہی انصاف'' قرار دیتا رہا، تاکہ عالمی رائے عامہ امریکی اور اتحادی بربریت کی شیطانی جنگ کے خلاف ہموار نہ ہو سکے۔امریکہ اور اتحادیوں کی اس تمام تر متحدہ طاقت کے مقابلے میں طالبان مجاہدین بے سروسامان، جدید جنگی ٹیکنالوجی سے تہی دست، مگر غیرت دینی اور قوتِ ایمانی کے اسلحے سے لیس تھے۔انہوں نے حق کے لیے لڑنے اور دین کے لیے مرنے کا فیصلہ کیا۔مقصد کی خاطر جان دینے کو کسی مقصد کے بغیر زندہ رہنے پر ترجیح دی۔انہیں نہ کسی مسلم ملک کی اخلاقی اور سفارتی مدد حاصل تھی اور نہ جنگی سپورٹ، مگر انہوں نے محض اپنے جذبۂ ایمانی اور لازوال قربانیوں سے صلیبیوں کے چھکے چھڑا دیے۔ یہی وجہ ہے کہ آج امریکہ کی شکست نوشتۂ دیوار بن چکی ہے۔ساری دنیا بالخصوص امریکی میڈیا چیخ رہا ہے کہ افغانستان کے مقتل سے فوجوں کو واپس بلایا جائے۔امریکہ نے اگرچہ 30ہزار نئے فوجی بھیجنے کا اعلان کیا، مگر وہ ابھی تک 1500 فوجی ہی بھیج سکا ہے۔اس وقت امریکہ اور اتحادیوں کو روس سے بھی بدترین صورتحال کا سامنا ہے۔80 کی دہائی میں افغانستان میں سوویت افواج کی شرح اموات 5 افراد فی ہفتہ تھی۔ اس وقت نیٹو فوجیوں کی یہ شرح 8 افراد فی ہفتہ ہے، حالانکہ روسی فوج مختلف علاقوں میں کارروائیاں بھی کیا کرتی تھی، جبکہ نیٹو افواج تو صرف چند میل کے علاقے تک محدود رہتی ہیں، اس سے باہر نہیں نکلتیں۔امریکہ عراق اور افغانستان میں مجموعی طور پر 20 لاکھ فوجی لڑا چکا ہے، ان میں سے 5 لاکھ مستقل مریض بن چکے ہیں اور بے شمار ایسے ہیں جو نوکریاں چھوڑ کر گئے۔

یہ واضح ہے کہ امریکی اپنے پیش رو روس کی طرح شرمناک شکست کا داغ لئے افغان سرزمین سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں، مگر انہیں کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی۔امریکی مرکزی کمان کے جنرل پیٹریاس صورتحال سے مایوس ہو کر اور تنگ آ کر یہ کہنے لگے ہیں کہ ''افغان روز مر رہے ہیں، تباہ ہو رہے ہیں، ہم اُن سے صلح کی بات کرتے ہیں، مگر ہمارے ساتھ کوئی بیٹھ کر بات کرنے کو تیار نہیں''۔ امریکی جنرل کا کہنا بجا ہے۔طالبان قیادت کا موقف یہی ہے۔ وہ امریکہ سے کسی بھی قسم کے مذاکرات سے انکاری ہے۔اُن کا واحد مطالبہ یہ ہے کہ پہلے حملہ آور افواج ہماری سرزمین سے نکل جائیں، ہم پھر مذاکرات کریں گے۔لگتا ہے وہ وقت قریب آ گیا ہے جب افغانستان میں تاریخ ایک مرتبہ پھر دہرائی جانے والی ہے۔30 سال پہلے 1979ء میں روسی بھی طاقت کے نشے میں مست فتح کا یقین لئے افغانستان پر حملہ آور ہوئے تھے، مگر دنیا نے دیکھا کہ انہیں رسوا ہو کر وہاں سے نکلنا پڑا۔وہ ایسے بھاگے کہ انہیں اپنا ملک سنبھالنا مشکل ہو گیا۔اب امریکہ غیرت مند افغانیوں کے نرغے میں ہے۔امریکہ نے تاریخ سے تو سبق نہیں سیکھا، ورنہ لاکھوں مسلمانوں کے قتل اور اپنی شکست کا سامان نہ کرتا۔امریکہ کا اب بھی بھلا اسی میں ہے کہ روسی جنرل یرماکوف کے مخلصانہ مشورہ پر کان دھرے، جس نے 1982، 1983 میں باقاعدہ افغانستان میں جنگ لڑی تھی۔روسی جنرل نے امریکی نیوز چینل اے بی سی سے اپنے انٹرویو میں افغانستان میں بڑے پیمانے پر امریکی فوج کی موجودگی اور 30 ہزار تازہ فوجی بھیجنے کے بارے میں کہا ہے کہ: ''ہم بھی تو (افغانستان میں) بڑی فوج کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے اور ہم بھی ملک فتح کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے بلکہ وہاں کی صورتحال کو سنبھالا دینا چاہتے تھے۔آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ طاقت سے آپ جمہوریت مسلط نہیں کر سکتے۔آج اگر کوئی افغان بندوق کی نوک پر آپ کے ساتھ کھڑا ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگ ہمارے نظام کو بھی ایک وقت میں سب سے اعلیٰ کہنے کے لیے موجود رہتے تھے۔میں آپ کو افغان قوم کے ایک فرد (مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیرالدین بابر) کا قول سنانا چاہتا ہوں، جس نے سب سے پہلے افغان قبائل کو اکٹھا کیا اور کہا تھا کہ افغانستان کبھی کسی نے فتح نہیں کیا اور نہ کبھی کر سکے گا اور نہ افغان کبھی کسی قوم کے سامنے ہتھیار ڈالیں گے۔افغان خوددار اور آزادی پسند قوم ہے...... اوباما کو ایئرپورٹ پر بس فوجیوں کی لاشوں کو سلامیاں ہی دینا ہوں گی''۔

پاکستان کے ایوانہائے اقتدار میں بیٹھے شہ دماغوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ انہوں نے جس نامعقول جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا، وہ اب اپنے منطقی انجام کو پہنچ رہی ہے۔امریکی 'ڈومور' کی منحوس تکرار پر اب تو ہمیں 'نومور' کہہ دینا چاہیے۔افغانستان کا مستقبل طالبان سے وابستہ ہے اور ''انڈین شمالیوں'' کے مقابلے میں طالبان ہی پاکستان کے سچے خیرخواہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ مالک ارض وسماوات پر توکل کرتے ہوئے ہم امریکی جنگ سے فی الفور باہر آ جائیں اور امریکہ کو فراہم کی گئی لاجسٹک سپورٹ ترک کر دیں۔مزید برآں امریکہ کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے بجھانے کے لیے وزیرستان کے لوگوں سے مذاکرات کی راہ اپنائیں۔اسی میں ملک وقوم کا بھلا ہے۔

ندائے خلافت کی قیمت میں اضافہ

ہمارے قارئین اِس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ندائے خلافت جو تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے، ایک خالصتاً دعوتی و تحریکی رسالہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اِس کی قیمت بہت کم رکھی گئی تھی۔لیکن اب ہوش ربا مہنگائی، کاغذ کی قیمتوں میں اضافے، طباعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور ڈاک خرچ میں دگنا اضافہ کے پیش نظر جنوری 2010ء سے رسالے کی قیمت 10 روپے سے بڑھا کر 12 روپے کی جا رہی ہے۔تاہم وہ حضرات جو دس یا زائد شمارے خریدیں گے اُنہیں 8 روپے فی شمارہ ادا کرنا ہوگا۔علاوہ ازیں سالانہ خریدار حضرات کو اب تین سو روپے کی بجائے چار سو پچاس روپے ادا کرنا ہوں گے۔ادارہ نے جن حالات میں یہ فیصلہ کیا ہے، اُن کی بنا پر امید ہے قارئین اِس فیصلہ کو برضا و رغبت قبول کریں گے اور ندائے خلافت کے ساتھ تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

(ادارہ)

تین اوامر، تین نواہی

سورۃ النحل کی آیت 90 کی تشریح و توضیح

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب کے ایک خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾﴾

"اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔"

حضرات! سورۃ النحل کی یہ آیت قرآن حکیم کی عظیم ترین آیات میں سے ہے۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خیر اور شر، یعنی وہ تمام باتیں کہ جن کو کرنے کا حکم ہے اور ہر وہ چیز جس سے منع کیا گیا، ان سب کو جامعیت کے ساتھ اس ایک آیت میں سمو دیا ہے۔ سورۃ النحل ہی میں قرآن کی شان میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ہر چیز کی وضاحت اس میں موجود ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آیت اس دعوے کی ایک بہت بڑی گواہی ہے اور ایک واضح ثبوت ہے۔ آج ہم اس آیت کے مفہوم پر غور کریں گے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تین اوامر کا ذکر فرمایا: ان میں سب سے پہلی چیز عدل ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ "عدل سے مراد ہے کہ آدمی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، جذبات، اعتدال اور انصاف کے ترازو میں تلے ہوں۔ افراط و تفریط سے پلہ جھکنے یا اُٹھنے نہ پائے۔ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کرے تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے....." عدل کئی پہلوؤں کو محیط ہے، جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

عقائد میں عدل کا مطلب توحید کا اقرار ہے یعنی اللہ ایک ہے، تنہا ہے، کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں، کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اس عقیدے میں عدم اعتدال کا نام شرک ہے۔ اس کائنات میں سب سے بڑی حقیقت "توحید" ہے، جو عقلی طور پر بھی ثابت ہے۔ جتنا زیادہ انسان مشاہدہ کرے گا اس کون و مکاں میں، زمین و آسمان میں اور مظاہر فطرت میں، ایک بات تو لازماً پختہ ہو گی، وہ یہ ہے کہ کوئی ایک حکمت، کوئی ایک ارادہ، کوئی ایک اختیار ہے، جو اس تمام نظام کے پیچھے کارفرما ہے۔ سورہ انبیاء میں بڑے سادہ انداز میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان فرمایا: "آسمانوں اور زمین میں اگر ایک سے زیادہ الٰہ (معبود ہوتے، (ایک سے زائد بااختیار ہستیاں ہوتیں) تو یہاں فساد برپا ہو جاتا"۔ (آیت:22) اگر کئی خالق ہوتے تو ہر ایک اپنی مخلوق کو لے کر کائنات کے تخت حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے زور آزمائی کرتا، کھینچ تان ہوتی، اقتدار کی رسہ کشی ہوتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی جتنی آگے بڑھے گی، اتنی ہی یہ بات پختہ ہو گی کہ اس سارے نظام کائنات میں ایک ہی حکمت، ایک ارادہ، ایک مشیت اور ایک اختیار کارفرما ہے۔ اس حقیقت کا اقرار عقیدے اور نظریے کا عدل ہے اور اس سب سے بڑی حقیقت کا انکار سب سے بڑی ناانصافی ہے، جسے شرک کہا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن میں صاف اعلان کر دیا گیا: "بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔ (لقمان:13) یہ سب سے بڑی ناانصافی ہے، کیونکہ اتنی جلی حقیقت کا انکار کرنا دراصل اللہ کے معاملے میں ظلم و زیادتی کے مترادف ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں صاف فرما دیا کہ "اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے گا بخش دے گا"۔ یہ ظلم کی وہ شکل ہے کہ اس کے لئے کوئی معافی نہیں۔

اعمال میں عدل کیا ہو گا؟ جب اللہ کو مان لیا اور اللہ سے عہد کیا: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ "اے پروردگار، ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور ہمیشہ کریں گے" تو عدل کا تقاضا ہے کہ اس عہد کو پورا کیا جائے۔ حقوق اللہ بھی ادا ہوں اور حقوق العباد بھی۔ جن چیزوں کو اللہ نے فرض اور واجب قرار دیا، ان میں کمی کا ہمارے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر ان میں ہم نے ڈنڈی ماری تو عدل سے پھر گئے۔ کوئی شخص کہے کہ میں نماز تو نہیں پڑھتا اور بہت سے نیک کام کرتا ہوں تو وہ عدل کی پٹڑی سے اترا ہوا ہے۔ اعمال میں عدل یہ ہو گا کہ تمام فرائض اور واجبات کو ادا کیا جائے اور جو کام حرام ہیں، یعنی جن اُمور سے روک دیا گیا، ان سے اجتناب ہو۔

معاملات میں عدل کیا ہو گا؟ آپس کے معاملات میں توازن کی روش اختیار کرنا۔ مثلاً کسی سے وعدہ کیا ہے تو اُسے پورا کیا جائے، کسی نے امانت رکھی ہے تو اس میں خیانت نہ کی جائے۔ عدل کے مضمون کو قرآن مجید میں آخری منطقی انتہا تک پہنچایا گیا ہے۔ عدل و انصاف پر کس حد تک قائم رہنا ہے، سورۃ النساء میں فرمایا: "اے اہل ایمان! عدل و انصاف کو قائم کرنے والے اور اللہ کے گواہ بن کر کھڑے ہو جاؤ، خواہ عدل و انصاف کی بات تمہارے اپنے خلاف یا تمہارے والدین کے خلاف یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی جاتی ہو"۔ (آیت:35) انسان بالعموم یہاں پر ڈنڈی مار جاتا ہے۔ وہ اپنے تولنے کے باٹ کچھ اور رکھتا ہے اور دوسروں کو کسی اور باٹ سے تولتا ہے۔ معاملات میں عدل یہ ہے کہ آدمی سب کو ایک ہی باٹ سے تولے۔ اگر محبت ہے تو اس کی وجہ سے ڈنڈی نہ مارے۔ اگر کوئی بات رشتہ داروں کے خلاف جاتی ہو، خود اپنے خلاف جاتی ہو، یا والدین کے خلاف جاتی ہو، بہرصورت حق کا ساتھ دے۔ یہ نہیں ہے کہ چونکہ فلاں ہمارا رشتہ دار ہے، ہماری پارٹی کا ہے، لہٰذا خواہ وہ حق پر نہ بھی ہو تب بھی اُسی کے پلڑے میں وزن ڈالنا ہے۔ یہ عدل نہیں ہے۔ عدل وہ ہے جو حضورﷺ نے قائم کر کے دکھایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم بھی آپؐ کی عدالت میں فیصلے کرانے آتے تھے۔ قرآن حکیم نے اس معاملے کے دوسرے رخ کو بھی واضح کر دیا کہ کسی کی دشمنی کی وجہ سے بھی تم عدل و انصاف سے نہ ہٹ جانا۔ فرمایا: "مسلمانو! اللہ کے لئے عدل و انصاف کے گواہ بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور دیکھنا کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم راہ عدل سے ہٹ جاؤ"۔ (المائدہ:8)

اخلاقیات میں عدل کیا ہو گا؟ ایک دوسرے کا

احترام ہو ایک دوسرے کی عزت کی جائے، کسی کی عزت نفس پر حملہ نہ کیا جائے، ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ ہو۔ اگر کوئی آپ کی عزت نفس پر حملہ کرتا ہے، آپ کے ساتھ زیادتی کرتا ہے تو عدل یہ ہے کہ آپ بھی اتنا ہی بدلہ لیں، اس سے تجاوز نہ کریں۔ قرآن نے یہ اصول دے دیا کہ "برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے"۔ (الشوریٰ:40) اس حوالے سے سورۃ المائدہ کی یہ آیت بڑی مشہور ہے: (ترجمہ) "......جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلا ہے۔"

جذبات میں بھی عدل مطلوب ہے۔ انسانی جذبات کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلاً ایک جذبہ غصہ ہے۔ اس میں بھی عدل مطلوب ہے۔ انسان نہ تو غصے سے بالکل پاگل ہو جائے اور نہ یہ ہو کہ غیرت وحمیت ہی ختم ہو جائے گی۔ اگر ایک مومن دیکھ رہا ہے کہ شریعت کے اصول، احکام شریعت پامال ہو رہے ہیں، دینی قدروں کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں، تو پھر اس کا خون تو کھولنا چاہیے، چہرے کا رنگ تو متغیر ہونا چاہیے۔ لیکن اس صورت حال میں عدل یہ ہوگا کہ اس نظام کو بدلنے کے لئے آنحضورﷺ نے جو طریقہ کار اختیار فرمایا، اس پر عمل پیرا ہوا جائے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک دفعہ نکلے، چند نعرے لگائے اور اپنے جذبات نکال دیے اور فارغ ہو گئے۔ گویا ہم نے حق ادا کر دیا۔ بہرحال غصے میں بھی اعتدال کی ضرورت ہے، اور اس کے لئے ہمیں سیرت رسولﷺ اور سیرت صحابہؓ سے رہنمائی لینی ہوگی، یعنی غصہ میں انسان بے قابو نہ ہو جائے بلکہ اس کا اظہار صحیح جگہ پر اور صحیح طریقے پر ہو۔ اسی طرح نیکی بھی ایک جذبہ ہے۔ اس میں بھی اعتدال مطلوب ہے۔ حضورﷺ نے اس کی بھی مثالیں قائم فرمائیں اور اُمت کو بھی تعلیم دی۔ ایک صحابیؓ میں نیکی کا جذبہ اتنا بیدار ہوا کہ انہوں نے کہا میں اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آنحضورﷺ نے ان کی اس آفر کو قبول نہیں کیا، بلکہ فرمایا کہ اپنی اولاد اور ورثاء کے لئے تو بھی کچھ رکھو۔ یہ نہ ہو کہ کل تمہاری اولاد دست سوال دراز کرتی پھرے۔ انہوں نے کہا کہ میں آدھا دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ بھی قبول نہیں۔ پھر انہوں نے کہا، ایک تہائی دیتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: ہاں یہ قبول ہے اور یہ بھی بہت ہے۔ یہ ہے نیکی میں اعتدال۔ اسی طرح ایک اور نہایت اہم واقعہ تین صحابہؓ کا ہے۔ ان پر نیکی کا بڑا غلبہ ہوا۔ بعض ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضورﷺ کی نفلی عبادات کے بارے میں سوال کیا کہ آپؐ رات کو کتنا قیام کرتے ہیں، نفلی روزے کتنے رکھتے ہیں وغیرہ؟ انہیں بتایا گیا کہ آنحضورﷺ کچھ وقت رات کو آرام بھی کرتے ہیں اور رات کا ایک بڑا حصہ کھڑے بھی رہتے ہیں۔ نفلی روزے بھی رکھتے ہیں اور ناغے بھی کرتے ہیں۔ کبھی نفلی روزے رکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اب شاید مسلسل ہی رکھیں گے اور کئی دفعہ ناغہ کرنے پر آتے ہیں تو مسلسل ناغہ ہوتا ہے۔ جو صورتحال تھی وہ ازواج مطہراتؓ نے سامنے رکھ دی۔ حدیث میں الفاظ آتے ہیں کہ اُن تینوں نے اپنے خیال میں اسے کم تصور کیا۔ وہ اس سے زیادہ کی توقع لئے ہوئے تھے۔ لیکن ساتھ ہی اپنے آپ کو قائل کیا کہ چونکہ آنحضورﷺ معصوم عن الخطاء ہیں لہٰذا آپؐ کے لئے تو اتنا کافی ہے، ہمیں کچھ اور آگے کرنا پڑے گا۔ اب جذبہ نیکی کا تھا۔ ایک نے طے کر لیا میں ساری عمر شادی نہیں کروں گا، بس اللہ سے لو لگاؤں گا۔ دوسرے نے طے کیا کہ میں ساری رات کھڑا رہوں گا، اپنی کمر بستر سے نہیں لگاؤں گا۔ تیسرے نے طے کر لیا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا، کوئی ناغہ نہیں کروں گا۔ اب بظاہر یہ نیکی کا جذبہ اور خیر کا کام ہے اور بڑے اُونچے عزائم ہیں لیکن اعتدال دیکھئے، جو حضورﷺ نے اُمت کو تلقین فرمایا۔ آپﷺ کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپؐ نے ان تینوں کو بلایا اور فرمایا: میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں۔ یہ غیر معمولی الفاظ ہیں لیکن اس معاملے کی اہمیت کو سمجھانے کے لئے آنحضورﷺ نے یہ انداز اختیار فرمایا۔ اور سنو میں نے شادیاں بھی کی ہیں، میں رات کو سوتا بھی ہوں، اور قیام اللیل کے لئے اٹھتا بھی ہوں۔ اور میں نفلی روزے رکھتا بھی ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں اور ساتھ ہی آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا: ((مَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ)): "جسے میرا طریقہ پسند نہیں ہے (جو مجھ سے بھی آگے جانے کی کوشش کر رہا ہے) اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔ اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ انسان اپنے نفس کو کچل ڈالے اور اس دنیا سے بالکل کٹ جائے۔ ہمارے دین کی رہبانیت ایک ہی ہے اور وہ جہاد و قتال کے لئے نکلنا ہے۔ اس میں ظاہر ہے کہ وقتی طور پر انسان گھر بار چھوڑتا ہے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر جاتا ہے۔ دنیا کو ترک کرنے کی صرف یہی شکل ہے کہ جو اللہ کو پسند ہے۔ آدمی جہاد و قتال کے لئے، غلبہ دین کے لئے گھر بار سے نکلے۔

اس آیت میں دوسرا حکم اللہ نے احسان کا دیا۔ احسان کیا ہے؟ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی تفسیر میں بہت جامعیت کے ساتھ اس کی بھی وضاحت فرما دی کہ "انسان خود بھلائی اور نیکی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے، مقام عدل وانصاف سے بلند تر ہو کر فضل وعفو اور تلطف وترحم کی خو اختیار کرے۔ فرض ادا کرنے کے بعد تطوع وتبرع کی طرف قدم بڑھائے"۔ میں اس کی وضاحت کروں گا۔ فضل کیا ہے؟ ایک شخص سے آپ نے طے کیا کہ وہ آٹھ گھنٹے کام کرے گا، اور اُسے سو روپے مزدوری ملے گی۔ عدل یہ ہے کہ اس نے آٹھ گھنٹے کام کیا تو آپ نے سو روپے اس کو دے دیے۔ احسان کیا ہے؟ یہ دیکھتے ہوئے کہ کام اچھا کیا ہے، محنت سے کیا ہے، آپ اس کی اجرت دیتے ہوئے مزید اپنی طرف سے دس بیس روپوں کا اضافہ کر دیں، یہ احسان ہے۔ اس سے آگے تفسیر عثمانی میں یہ الفاظ ہیں کہ احسان یہ ہے کہ "انصاف کے ساتھ مروت کو جمع کرے اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی وہ کرے گا اللہ دیکھ رہا ہے اور وہاں سے بھلائی کا بدلہ بھلائی کی صورت میں ملے گا"۔ یہ ساری بات اللہ سے عہد بندگی کے حوالے سے ہو رہی ہے، ہم نے اللہ کو اپنا رب مانا اور اقرار کیا اُس کی بندگی کریں گے ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾: اور یہ مانا کہ قرآن اس کا کلام ہے، اس کی دی ہوئی ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اصل منزل آخرت ہے، یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ اب میں جتنا زیادہ کروں گا، اتنا بدلہ پاؤں گا۔ ایک تو فرض اور واجب ہے جس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ اس سے زیادہ جو کچھ کر رہا ہوں یقیناً اس کے بدلے وہاں زیادہ ملے گا۔ یہ احسان کی روش ہے۔ ﴿ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾: (الرحمٰن:60) عقائد اور ایمان کے اعتبار سے بھی احسان کی تعریف حدیث میں آئی ہے۔ عدل تو یہ ہے کہ انسان شرک سے بچ جائے، توحید پر کاربند رہے۔ لیکن یہ توحید یعنی اللہ پر ایمان، یقین اور توکل جب اس درجے کا ہو جائے کہ "تم اللہ کی بندگی ایسے کرو کہ گویا اللہ کو دیکھ رہے ہو" یعنی ہر وقت اللہ کی موجودگی کا احساس کا اس درجہ حاصل ہو جائے تو یہ مقام احسان ہے، اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ احساس ہر وقت رہے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی درجہ احسان ہے۔ اس جذبے کے ساتھ انسان جو بھی بندگی کرے گا، اس میں خوبصورتی اور نکھار پیدا ہوگا۔ نماز فرض ہے، اگر آپ نماز پڑھتے ہیں، اس احساس کے ساتھ کہ میں اس وقت اللہ کی نگاہ میں ہوں اور میں اللہ سے ہم کلام ہوں، تو اس نماز میں جو حسن پیدا ہوگا وہ درجہ احسان کا ہے۔ معاملات میں بھی احسان کا معاملہ ہوتا ہے۔ کسی شخص سے آپ نے قرض لیا اور اس میں اگر طے کر لیا کہ واپسی اضافے کے ساتھ ہوگی تو یہ سود ہے اور انتہائی سنگین اور بھیانک جرم ہے۔ جبکہ عدل یہ ہے کہ جتنا قرض آپ نے کسی کو دیا تھا، اتنا ہی واپس لیں، جتنا کسی سے لیا ہے اتنا ہی واپس کریں۔ لیکن اس میں احسان کیا ہے؟ حضورﷺ کا معمول تھا کہ کسی سے کچھ قرض لیا ہے تو واپس لوٹاتے ہوئے اپنی مرضی سے اس میں کچھ بڑھا دیتے تھے۔ طے نہیں تھا کہ بڑھانا ہے۔ یہ تطوع ہے۔ یعنی تم ایک مشکل وقت میں میرے کام آئے تھے۔ میں اپنی مرضی سے تم کو اضافی دے رہا ہوں۔ یہ معاملات کے اندر احسان کی شکلیں ہیں۔

اس آیت میں تیسری بات یہ فرمائی ﴿وَاِیْتَاۗءِ ذِی الْقُرْبٰی﴾ "(اللہ حکم دیتا ہے) رشتہ داروں کو ان کے حقوق ادا کرنے کا"۔ قریبی رشتہ دار دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہیں۔ یہ کام زیادہ مشکل ہوتا ہے، اس لئے کہ عام طور پر قریبی عزیزوں کے ساتھ شکوے شکایتیں بھی ہوتی ہیں۔ چوتھے محلے جا کر خیرات بانٹنا آسان ہے۔ اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ رشتہ داروں، والدین، بہن بھائیوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ محلے داروں، پڑوسیوں اور دوسرے مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی دراصل عدل واحسان کے تحت آتی ہیں، لیکن رشتہ داروں کی اہمیت سب سے بڑھ کر ہے، عدل واحسان میں ان کو مقدم رکھو، اس لئے اس کو علیحدہ سے نمایاں کر دیا۔

یہ تین باتیں ہیں جن کا اللہ نے حکم دیا۔ اللہ نے تین چیزوں سے منع فرمایا: پہلی چیز جس سے روکا گیا وہ "فحشاء" ہے۔ "فحشاء" سے مراد ہر قسم کی فحش بات اور بے حیائی ہے۔ شیطان اسی راستے سے انسان کو صراط مستقیم سے بھٹکاتا اور راہِ حق سے منحرف کرتا ہے۔ دوسری چیز جس سے روکا گیا وہ منکرات ہیں۔ ہر وہ شے منکر ہے جو معروف کے خلاف ہے، فطرت انسانی جس سے کراہت محسوس کرے، جسے ناگوار محسوس کرے۔ برائی کی سب چیزیں منکرات میں شامل ہیں۔ کسی کا دل دکھانا، کسی کو دھوکا دینا، بدعہدی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، جھوٹ بولنا، غلط بیانی کرنا، کسی کا مذاق اڑا دینا وغیرہ یہ سب منکرات ہیں۔ ان سب سے روک دیا گیا۔ "وَالْبَغْيِ" سے ہر قسم کی طغیانی اور سرکشی مراد ہے۔ کسی دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا بھی طغیانی کی ایک شکل ہے۔ طغیانی کی سب سے بڑی شکل وہ اجتماعی نظام ہے، جو اللہ کی بغاوت پر مبنی ہے، جو آج پوری دنیا میں رائج ہے۔ اس وقت دنیا میں اللہ کے خلاف بغاوت، سرکشی اور طغیانی کا معاملہ اپنے عروج پر ہے۔ سیاسی سطح پر سیکولرازم دراصل "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" کا نعرہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ کوئی اللہ ہے، کوئی خالق و مالک ہے، اگر ہے بھی تو وہ وہیں آسمانوں میں رہے۔ زمین میں اپنا نظام، اپنا دستور اور اپنے قوانین ہم خود بنائیں گے، یہاں ہمیں اللہ کی مداخلت ہرگز گوارا نہیں ہے۔ یہ ہے سیکولر نظام۔ اسی طرح معیشت میں سود کا نظام ہے، جس کے بارے میں قرآن میں ہے کہ اگر سود نہیں چھوڑتے تو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ آج پوری دنیا نے سود اختیار کیا ہوا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف محاذ جنگ دانستہ طور پر کھولا گیا ہے۔ معاشرتی سطح پر بے حیا مادر پدر آزاد و معاشرت، تہذیب اور کلچر عام ہے۔ یہ شیطانی تہذیب ہے، کیونکہ فحاشی شیطان کا ہتھکنڈہ ہے، جیسے قرآن نے واضح کیا: ﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ﴾ "یہ شیطان ہے جو تمہیں فقر سے ڈرا کر انفاق سے روکتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے"۔ یہ شیطانی کلچر ہے، جو آج ہمارے گھروں تک پہنچا ہوا ہے خواہ وہ کیبل کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں ہو۔ ہم انفرادی طور پر بھی اسے فروغ دے رہے ہیں اور ہمارے حکمرانوں نے بھی ہر چیز کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ شیطانی تہذیب ہو یا شیطانی نظام آج تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اس نظام اور کلچر کو خوش آمدید کہا جا رہا ہے۔ اور جن چیزوں سے اللہ نے روکا ہے انہیں ہم سینہ زوری کے ساتھ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان سے بچنا ضروری ہے۔

آخر میں فرمایا: ﴿یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ﴾ "اللہ تمہیں نصیحت کر رہا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (ہوش میں آؤ)"۔ اب اس آیت کے تناظر میں ہم آج کے اپنے ماحول کو دیکھیں، ہم اب جشن بہاراں منانے چلے ہیں جبکہ دنیا میں کیا حالات ہیں۔ انسانیت سسک رہی ہے۔ سونامی کی صورت میں عذاب الٰہی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ لیکن ہمارے لچھن وہی ہیں۔ کیا ہم بھی اللہ کے کسی عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ سونامی طوفان کے ہاتھوں لاکھوں انسان لقمۂ اجل بنے، جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ دوسری جانب امریکہ عراق اور افغانستان کو تاراج کرنے کے بعد پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے۔ وہ ہمارے ایٹمی اثاثوں پر کنٹرول چاہتا ہے۔ نیوکلیئر ٹیکنالوجی کسی مسلمان ملک کو مل جائے، یہود و نصاریٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں۔ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جاری عالمی جنگ دراصل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے۔ امریکی عہدیداروں کی طرف سے آئے روز ایسے بیانات آ رہے جن جس میں اس بات پر شدید اندیشہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کہیں دہشت گردوں اور بنیاد پرستوں کے ہاتھ نہ چڑھ جائیں، امریکہ دراصل اسی بہانے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر قبضہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ وہ کبھی ہمارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے رب کو راضی کر کے اسے ساتھ لیا جائے۔ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں اور اصلاح حال پر کمربستہ ہو جائیں۔ ہمارے حکمرانوں سمیت ہر شخص پہلے اپنی ذات پر اور پھر ملک میں حقیقی اسلام نافذ کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین! [مرتب: محمد خلیق]

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب گزشتہ دو ہفتوں میں تنظیمی دوروں کے سلسلے میں لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ بنا بریں مسجد دارالسلام لاہور میں آپ کے خطابات جمعہ نہ ہو سکے۔ لہٰذا اس موقع پر آپ کے جنوری 2005ء میں شائع شدہ خطاب کو مکرر کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "مرکز تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ، مسجد نمرہ ملک پارک، مدینہ کالونی، سوئی گیس لنک روڈ، گوجرانوالہ" میں

15 / جنوری 2010ء بروز جمعہ نماز عصر تا 17 / جنوری بروز اتوار نماز ظہر

امراء و نقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں امراء، نقباء، معاونین اور ایسے ملتزم رفقاء جنہوں نے ملتزم تربیت گاہ کر لی ہے، شرکت کر سکتے ہیں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: شاہد رضا 0300-7446250

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت (042)36316638-36366638 0333-4311226

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی" میں

23 / جنوری 2010ء بروز ہفتہ نماز عصر تا 29 / جنوری بروز جمعہ

مبتدی و ملتزم تربیت گاہ

اور 29 / جنوری بروز جمعہ نماز عصر تا 31 / جنوری بروز اتوار نماز ظہر

امراء و نقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

منعقد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-5340022-23

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت (042)36316638-36366638 0333-4311226

آؤ سوچیں ذرا، آؤ دیکھیں ذرا۔۔۔!!!

مصعب عمیر
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

خوف اور دہشت کی یہ دیوی اب آئے روز خوں چوستی ہے۔اسے تعلیمی اداروں اور بازاروں میں جلادوں، بھیڑیوں، جنگلی درندوں، سانپوں اور آدم خوروں کی پوری نسل دستیاب ہے۔یہ ایسے دیدہ دلیر ہیں کہ انسانوں کا شکار رات کے اندھیرے میں نہیں کرتے، کسی دیوار کی آڑ نہیں لیتے۔انہیں تصویر بناتے کسی کیمرے کا ڈر نہیں ہوتا، کیونکہ یہ اپنے آپ کو طاقت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ اس کا منبع ایک ذات ہی کے پاس ہے۔۔۔یہ دن کے اُجالوں میں انسانوں کے ہجوم پر جھپٹتے ہیں اور!!۔۔۔خون کی ہولی کھیلتے ہیں۔ان کی درندگی کی ابتدا یہ ہے کہ یہ رقصِ بسمل دکھا کر لوگوں کو دہشت زدہ کرتے ہیں، شہروں کو اُجاڑتے ،ملکوں اور سرحدوں کو تاراج کرتے ہیں۔ جسے چاہتے ہیں اچک لیتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں خون بہادیتے ہیں۔غضب یہ کہ!!۔۔۔یہ ان لوگوں کو نشانہ بناتے ہیں جو معاشرے کی متاع گراں ہوتے ہیں۔ان کی خونریزی اور دہشت گردی کی ابتدا اسلامی یونیورسٹی یا پشاور کے بم دھماکے نہیں بلکہ یہ تو بہت پُرانے پاپی ہیں۔۔۔کیا خیال ہے، یہ کوئی مسلمان گروہ ہے؟ کیا کوئی مسلمان کسی مسلمان کی جان، مال اور عزت سے کھیل سکتا ہے۔۔۔۔ ؟؟؟ نہیں نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔! ہرگز نہیں۔۔۔!! کیا 2001سے اب تک ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ ہم نے کون سا غلط موڑ کاٹ لیا ہے؟

میرے شہروں کو کس کی نظر لگ گئی
میری گلیوں کی رونق کہاں کھو گئی
روشنی بجھ گئی،
آگہی سو گئی
ہم تو نکلے تھے ہاتھوں میں سورج لیے
رات کیوں ہوگئی!! رات کیوں ہوگئی؟
مسافرانِ سحر!!
ہم سے کیوں روشنی نے یہ پردہ کیا؟
کیوں اندھیروں نے رستوں پہ سایہ کیا؟
آؤ سوچیں ذرا!!
آگہی سے پرے، روشنی کے بنا
جتنے امکاں ہیں سارے مرجائیں گے
جو بھی تخلیق ہے وہ بکھر جائے گی
زندگی اپنے چہرے سے ڈر جائے گی
مسافرانِ سحر!!
آؤ سوچیں ذرا، آؤ دیکھیں ذرا
کون سا موڑ ہم سے غلط کٹ گیا
پھول رُت میں خزاں کس طرح چھا گئی
صبح کیا ہوگئی؟
ہم تو نکلے تھے ہاتھوں میں سورج لئے
رات کیوں ہوگئی!!
رات کیوں ہوگئی؟

یقیناً ہر خاص وعام جانتا ہے کہ اس سب دہشت گردی کے پیچھے ان اتحادیوں کا ہاتھ ہے جو ہمارے معصوم شہریوں پر ڈرون حملے کرتے ہیں۔ ہمارے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنے کے خواہش مند ہیں۔ ہمارے شہروں کے امن وامان کو تباہ کرتے۔ہماری فوج اور عوام کو آپس میں لڑاتے ہیں۔ہمارے ہی ملک کے بحری وبری اڈے، راستے اور سڑکیں استعمال کرتے ہیں اور ہمارے ہی شہریوں پر اسلحہ تانتے ہیں۔ان ہی دشمنوں کی ملی بھگت سے ہم نے آدھا پاکستان بنگلہ دیش بنتے دیکھا۔کس کو نہیں معلوم کہ انہی لوگوں نے 2015 تک پاکستان کو دُنیا کے نقشے سے غائب کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے۔سب جانتے ہیں کہ یہ بلیک واٹر، ڈائن کور، را، موساد، سی آئی اے اور دیگر امریکی آلۂ کار ہیں۔

ہر دور میں انہوں نے اپنے ایجنڈے پر مختلف پیرایوں میں کام کیا۔ پہلے شیعہ، سُنی، وہابی، بریلوی کے فروعی اختلافات میں ہمیں الجھایا۔۔۔۔۔ پھر سندھی، بلوچی، پنجابی اور پٹھان کے سلوگن دیئے اور باہم دست وگریباں کیا۔انہی لوگوں نے ہمارے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو طبقاتی بنیادوں اور مغربی اقدار پر استوار کیا۔ تنظیم ونظم کے ذریعے حقیقی قیادت تیار کرنے والے ادارے طلبہ یونین پر پابندی لگوائی، اور انتہا یہ کہ۔۔اب وہ تعلیمی اداروں میں بم دھماکوں اور دہشت گردی کی افواہوں کے ذریعے خوف و ہراس پھیلا کر ہمیں تعلیم سے محروم کرنے والے گھناؤنے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔۔کیا ہم اس پرفتن دور میں علم و امن کے گہوارے۔۔۔۔ مادرِ علمی۔۔۔کو ویران چھوڑ دیں گے؟ دھماکوں سے ڈر جائیں گے؟ کیا ہم ان افواہوں پر یقین کرلیں گے؟ کیا ان کارروائیوں سے ہم خوفزدا ہو جائیں گے؟۔۔۔ نہیں، نہیں۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔!!! ہمارا عزم ہے کہ ہم حصولِ علم، تحفظ اسلام اور سلامتی پاکستان کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ہمیں کوئی طاقت اس کام سے باز نہیں رکھ سکتی۔۔۔۔

آیئے، ہاتھ اُٹھائیں رب العالمین کے حضور دعا کریں کہ یہ وقت دعا ہے۔۔۔!اے اللہ! تو ہی ساری کائنات کا بادشاہ حقیقی اور قوت و اقتدار کا مالک ہے۔۔تو بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ہم تیرے کمزور اور ناتواں، گنہگار بندے ہیں۔اے اللہ! پوری امت کی خطاؤں کو معاف فرما۔۔ہم پر رحم فرما۔ہم پر رحم فرما۔۔۔ اے اللہ! ہمارے حکمرانوں کو غیرت دے اور ہماری حزب اختلاف کو پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی پامالی پر خاموش تماشائی بننے کی بجائے مثبت اور دلیرانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔۔۔اے اللہ! ارض پاک میں امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کے مذموم عزائم کو ناکام و نامراد بنا اور ان کی تدبیروں کو خاک میں ملا دے۔۔۔اور ان کا وہ حال کردے جیسا تو نے اصحاب فیل کا کیا۔۔ اے اللہ! امریکہ کی کھلی اور ڈھکی دہشت گردی کا شکار ہونے والے بھائیوں، عفت مآب بہنوں اور معصوم بچوں کی شہادتیں قبول فرما۔اے اللہ وطن عزیز میں بہنے والے پاک خون کے صدقے ہمارے ملک میں اسلامی انقلاب کا سویرا طلوع فرما اور ان بے غیرت اور بے حمیت حکمرانوں سے ہمیں نجات عطا فرما۔۔۔

یا ارحم الراحمین شہدا کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرما! اور شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ عطا فرما۔ (آمین)

اسلام میں شادی بیاہ کی اہمیت

فرید اللہ مروت

مرد و عورت کے جائز ملاپ کا نام نکاح یا شادی ہے۔ نکاح کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا۔ اس لفظ کا اطلاق ''مجامعت کرنے'' اور عقد کے معنی پر بھی ہوتا ہے۔ فقہ کی اصطلاح میں ''نکاح'' اس خاص عقد و معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد و عورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

نکاح: تمدنی ضرورت بھی اور عبادت بھی

نکاح ایک انسانی ضرورت ہے، اسی سے نسل انسانی کی بقا ہے، اسی سے خاندان وجود میں آتے ہیں اور قرابت داریاں قائم ہوتی ہیں۔ اسلام نے اس انسانی ضرورت کا نہ صرف خیال رکھا ہے بلکہ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اس کو عبادت کا حصہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ﴾ (النساء:3)

''عورتوں میں جو پسند آئے اس سے نکاح کرلو۔''

ایک اور جگہ پر ارشاد پاک ہے:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:32)

''اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کردو۔''

شادی تمام پیغمبروں کی مشترکہ سنت ہے۔

قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ (الرعد:38)

''تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بچوں اور بیوی والا بنایا۔''

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الروم)

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں، تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔''

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''نکاح میری سنت ہے۔ جو کوئی میری سنت سے اعراض کرے گا، وہ مجھ سے نہیں۔'' (رواہ بخاری)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

''اے نوجوانو! تم میں جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور نکاح کرے، اس سے نگاہوں اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔'' (متفق علیہ)

ایک اور روایت ہے:

''بندہ جب نکاح کرلیتا ہے تو اس کا آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے۔ اب باقی ماندہ آدھے دین کے متعلق اسے اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔'' (رواہ البیہقی)

جلدی نکاح کرنے کا حکم:

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

''اے علیؓ! تین چیزوں میں تاخیر نہ ہونا چاہیے۔ نماز جب اس کا وقت آجائے۔ جنازہ جب کہ حاضر ہو جائے۔ اور بے نکاح لڑکی کا رشتہ جب اس کا کفو مل جائے۔'' (رواہ الترمذی)

حضرت فاطمہؓ کی عمر شادی کے وقت ساڑھے پندرہ سال تھی اور حضرت علیؓ کی اکیس برس تھی۔'' (اصلاح الرسوم)

حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''تورات میں لکھا ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہنچ جائے (اور قرائن سے نکاح کی حاجت معلوم ہو) اور یہ شخص اس کا نکاح نہ کرے، پھر وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔''

حضرت ابو سعیدؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس کی اولاد پیدا ہو، اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھی تعلیم دے۔ پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے۔ اگر وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح نہ کرے، پھر وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہی ہوگا (گو بدکاری کے درجہ میں خود اس پر بھی ہوگا)۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو، تو اس سے نکاح کرادو! اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور لمبا چوڑا فساد رونما ہوگا۔'' (رواہ الترمذی)

اسلام نے حسن کردار اور حسن سیرت کو ہر چیز پر مقدم کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''کسی عورت سے ان چار چیزوں کے سبب نکاح کیا جاتا ہے: ① اس کے مال کی وجہ سے ② اس کے حسب نسب کی وجہ سے ③ اس کے دین کی وجہ سے، اور ④ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے۔ لیکن دیکھو تم دین والی عورت سے نکاح کرنا، تمہارے ہاتھ مٹی میں مل جائیں۔'' (متفق علیہ)

لڑکی کو ایک نظر دیکھنا:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے بارے میں منگنی کا پیغام بھیجے تو اگر وہ اس کو دیکھ کر یہ اطمینان حاصل کرسکتا ہے کہ اس عورت میں نکاح کے لیے کوئی پرکشش بات موجود ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ضرور دیکھ لے۔'' (رواہ ابوداؤد)

نکاح مسجد میں کیا جائے:

نکاح کا انعقاد تو کہیں بھی ہوسکتا ہے لیکن مسنون یہ ہے کہ نکاح مسجد میں منعقد کیا جائے اور اس کا اعلان عام ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

''نکاح کا اعلان عام کیا کرو اور اسے مسجدوں میں منعقد کرو۔'' (رواہ الترمذی)

نکاح کو آسان کیجئے:

ایک تمدنی ضرورت ہونے کے سبب اسلام نے نکاح کو نہایت آسان بنایا ہے۔ شادی بیاہ کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ نے امت کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ شادیاں ہلکی پھلکی اور کم خرچ ہوا کریں۔ اُن میں بے جا رسم و رواج سے اجتناب کیا جائے۔ شادی آسان ہوگی، تو معاشرے میں زنا کے راستے مسدود ہوں گے، پھر یہ کہ اس سے خاندانی زندگی میں برکت ہوگی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بابرکت نکاح وہ ہے جس کا بار کم سے کم پڑے۔'' (شعب الایمان بیہقی)

نکاح میں صرف دو خرچ ہیں:

نکاح کے بڑے اخراجات دو ہی ہیں۔ ایک حق مہر کا خرچ، دوسرا ولیمے کا خرچ۔ مرد کے ذمہ یہی ہے کہ ولیمہ کرے اور حق مہر ادا کرے۔

حق مہر: حق مہر عورت کا حق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو، ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے شوق اور خوش گواری سے کھالو۔'' (النساء:4)

حضرت عقبہ ابن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین مہر وہ ہے جس کا ادا کرنا آسان ہو۔'' حدیث نبویؐ ہے: ''مبارک عورت وہ

ہے جس سے منگنی کرنا آسان ہو، جس کا مہر دینا آسان ہو اور جس سے حسن سلوک کرنا آسان ہو۔" (حاکم، نسائی)

حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں: "سنو! عورتوں کا مہر زیادہ نہ رکھو۔ اگر زیادہ مہر رکھنا دنیا میں عزت کے لائق یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کے قابل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اس کے حق دار تھے۔ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنا کسی عورت سے نکاح کیا ہو یا اپنی کسی بیٹی کا نکاح کرایا ہو اور بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر فرمایا ہو۔" (ترمذی، نسائی)

[ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا تھا۔ اس حساب سے ساڑھے بارہ اوقیہ کے پونے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔]

سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے خود کو آپ ؐ کے لیے ہبہ کر دیا ہے۔ وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک صحابی اُٹھا، اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! اگر آپ ؐ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ ؐ میرا اس عورت سے نکاح کرا دیں۔ آپ ؐ نے دریافت کیا: "تیرے پاس حق مہر دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟" اس نے جواب دیا، میرے پاس تو صرف میری یہ چادر ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا، تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے تلاش کیا لیکن اسے کچھ نہ مل سکا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا، اچھا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا، ہاں! مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا، میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔ حق مہر قرآن پاک کی سورتیں ہیں (اسے یاد کرا دے) اور ایک روایت میں ہے، آپ ؐ نے فرمایا، جا! میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے اس کو قرآن پاک پڑھایا۔" (بخاری، مسلم)

ولیمہ: ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح میں کھلایا جاتا ہے۔ ولیمہ ایک مسنون عمل ہے۔ ولیمہ کا اصل وقت شب زفاف کے بعد ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ولیمہ کی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی تعلیم فرما دی کہ اس میں اپنی استطاعت کا خیال رکھا جائے۔

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے بدن یا کپڑے پر زعفران کا زرد نشان دیکھا تو پوچھا، یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰن ؓ نے کہا کہ میں نے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کے عوض ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے، تم ولیمہ کرو، خواہ وہ ایک بکری کا ہو۔" (متفق علیہ)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت زینب ؓ بن جحش کے ساتھ شب زفاف گزارنے کے بعد ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا۔

حضرت عائشہ ؓ اپنے ولیمے کی بابت فرماتی ہیں کہ نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری۔ سعد بن عبادہ ؓ کے گھر سے دودھ کا ایک پیالہ آیا تھا۔ بس وہی ولیمہ تھا۔ (اصلاح الرسوم)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت صفیہ ؓ کا ولیمہ ستو اور کھجور کے ساتھ کیا تھا۔ (رواہ ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ نے اُس ولیمہ کو "بُرا" قرار دیا، جس میں فقراء کو نہ بلایا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت کو (کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔" (رواہ البخاری)

اگر کسی کو کھانے پر مدعو کیا جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ دعوت کو قبول کرے، لیکن بن بلائے دعوت میں جانا صحیح نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی دعوت کی گئی اور اس نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جو شخص بغیر بلائے دعوت کھانے آیا وہ چور بن کر داخل ہوا اور ڈکیتی ڈال کر نکلا۔" (رواہ ابوداؤد)

تقریبات میں کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت:

حضرت انس ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پیئے۔ حضرت قتادہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ سے کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا حکم دریافت کیا تو آپ ؓ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر کھانا، کھڑے ہو کر پینے سے زیادہ بُرا اور زیادہ بدتر ہے۔" (مسلم شریف)

جہیز کی شرعی حیثیت:

ہمارے ہاں شادی کا اہم عنصر جہیز کو سمجھا جاتا ہے۔ جہیز کا لفظ عربی زبان سے اردو میں آیا ہے۔ عربی میں اس کے معنی سامان مہیا کرنا ہے۔ اب اردو میں جہیز اس سامان کو کہتے ہیں، جو شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی کو والدین کی جانب سے دیا جاتا ہے۔

جہیز کی رسم نہ تو قبل اسلام عرب میں رائج تھی اور نہ اسلام آنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس کو جاری فرمایا۔ نہ خود نبی کریم ﷺ کو کوئی چیز کسی شادی میں جہیز کے طور پر دی گئی ہے اور نہ آپ ؐ نے اس کو جاری کیا۔ اور نہ آپ ؐ نے خود ابولہب کے لڑکوں کی شادی میں جہیز دیا ہے۔ اور نہ اسلام کے بعد کسی شادی میں اپنی کسی صاحبزادی کو آپ ؐ نے جہیز دیا ہے۔ البتہ حضرت فاطمہ ؓ کا معاملہ کچھ اس طرح سے تھا کہ حضرت علی ؓ 4، 5 سال کی عمر سے نبی کریم ﷺ کے گھر میں پرورش پا رہے تھے۔ اُن کا علیحدہ سے کوئی گھر تھا اور نہ کوئی جائیداد۔ حضرت علی ؓ کے پاس ایک زرہ تھی اور وہ سوا سو روپے میں فروخت ہوئی۔ اور اسی قیمت سے روزمرہ ضروریات کی کچھ چیزیں خریدی گئیں۔ جس میں بان کی دو چارپائیاں، چمڑے کا گدا، جس کے اندر روئی کی بجائے کھجور کے پتے تھے، ایک چھاگل، ایک مشکیزہ، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے۔ ایک انصاری حارث بن نعمان نے اپنے مکانوں میں ایک مکان دے دیا۔ اس میں آپ ؓ نے دلہن کو اتارا اور اس طرح اپنی ازدواجی زندگی شروع کی۔

جس طرح اسلام کم حق مہر کو ترجیح دیتا ہے، اسی طرح لڑکے والوں کو چاہیے کہ وہ دلہن کے جہیز اور اس کے ماں باپ کی دولت پر نظر نہ رکھیں، اور جہیز کے نام پر فرمائشیں نہ کریں۔ حضرت فاطمہ ؓ کو جو سامان دیا گیا تھا ایک تو وہ ان کی ضروریات کی بنا پر تھا اور دوسرے وہ حضرت علی ؓ کے پیسوں سے خریدا گیا تھا لہٰذا اُسے جہیز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

شادی بیاہ میں رکاوٹیں:

شادی کو جتنی اہمیت اسلام میں دی گئی اتنی کسی بھی مذہب میں نہیں دی گئی ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آپس میں رشتے ناطے اور صحبت و تعلق کو بڑھانے کے لیے شادی کو ضروری قرار دیا۔ ہم مسلمانوں نے مختلف رسموں کی وجہ سے آج کل کی شادیوں کو وبال بنا رکھا ہے۔

لوگ خاندان میں رشتہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کہیں ذات برادری اور کہیں سید اور غیر سید کا مسئلہ ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اچھے نسب و حسب کی مالک غیر رشتہ دار عورت کو اپنی رشتہ دار عورت پر فوقیت دو۔ اس سے اولاد صحت مند، خاندانی بیماریوں سے محفوظ اور خاندان کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"قریبی عزیزہ سے شادی مت کرو، اس لیے کہ بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے۔"

o شادی میں سب سے بڑی رکاوٹ جہیز ہے۔ آج کل زیادہ لڑکیاں اسی وجہ سے بیٹھی بوڑھی ہوتی جا رہی ہیں۔ شریعت مطہرہ میں مہر کے علاوہ کوئی چیز طلب کرنا جائز نہیں۔ لڑکی یا لڑکے والوں کو مہر کے علاوہ لینے دینے کی کوئی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

o لڑکے کی ماں اور بہنیں تو کسی حور پری کی تلاش میں سرگرداں پھرتی ہیں۔ البتہ خوبصورتی کی بجائے اعلیٰ اخلاق کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ دیندار عورتیں زندگی کی مددگار جبکہ حسین اور دولت مند قسم کی عورتیں مصیبت اور گناہ میں مبتلا

کرتی ہیں۔ آج کل ایک اور سلسلہ چلا ہے لڑکی کے ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم اپنی بیٹی اسی کو دیں گے جس کے پاس بیرون ملک ملازمت ہو۔

o شادی بیاہ میں رکاوٹ کا ایک سبب تعلیم بھی ہے۔ لڑکیاں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی ڈگریاں حاصل کرتی ہیں۔ اب ان کے لیے برابر کا پڑھا ہوا دولہا تلاش کیا جاتا ہے۔ بہت سے پیغام آتے ہیں، رد کر دیے جاتے ہیں کہ لڑکے نے گریجویشن نہیں کیا۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ لڑکا دیندار ہے، نمازی ہے، پرہیزگار ہے، خوش اخلاق ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایم اے اور پی ایچ ڈی ہے یا نہیں۔ لڑکیوں کو گھریلو تعلیم نہیں دیتے، قرآن شریف نہیں پڑھاتے، دینی مسائل نہیں بتاتے۔ کالج یونیورسٹیوں میں بھیج کر ان کے دماغ میں یہ بٹھلا دیتے ہیں کہ اب تو وہ اتنی اونچی ہو گئی ہے کہ اپنے سے کم تعلیم یافتہ لڑکے سے شادی کرنا تیرے لیے عیب ہے۔ اس قصہ میں پڑ کر 30،35 سال کی ہو کر ازدواجی زندگی سے محروم رہتی ہیں۔

جدید تعلیم یافتہ لڑکی بیس، پچیس سال تک ناشتے کے لیے ماں یا نوکرانی کی محتاج ہوتی ہے۔ روزانہ نئی نویلی دلہن کی طرح سج دھج کر گلیوں، سڑکوں اور بازاروں سے عام لوگوں کے سامنے اور کالج یونیورسٹیوں میں کلاس فیلوز کے سامنے خودنمائی کرتی ہے۔ روزانہ ہزاروں لڑکے دیکھ کر اس کے لیے ایک کا انتخاب مشکل ہوتا ہے۔ ایسی لڑکیوں میں اناڑی، آوارگی، نمود و نمائش، تصنع و تکلف، بے پروائی، فضول خرچی و اسراف جیسی بُری خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں وہ بچیاں جنہوں نے قرآن مجید، تعلیم النساء، بہشتی زیور اور تحفہ خواتین وغیرہ پڑھی ہوئی ہوں، ان میں شرم و حیا، عزت و عفت، فرمانبرداری کا جوہر موجود ہوتا ہے، ایسی نیک بخت اور سادہ طبیعت لڑکی رشتۂ ازدواج کے لیے زیادہ موزوں ہوتی ہے۔

مسلمانو ہوش میں آؤ

مسلمانو ہوش میں آؤ لڑکوں اور لڑکیوں کی سادہ اور اسلامی طریقہ پر شادیاں کرو۔ اپنے نبی کا اتباع کرو۔ مخلوق کو راضی کرنے کی بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی دیکھو۔ نبی کریم ﷺ کے طریقوں کو اپناؤ۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی سادہ اور اسلامی طریقہ پر شادیاں کرو۔ ریاکاری اور فضول خرچیاں نہ کرو۔ حرام مال نہ کماؤ۔ کافروں کے طور طریقے اختیار کرنا چھوڑ دو۔ معمولی خرچ سے نبی کریم ﷺ کی یہ مبارک سنت پوری کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شادی بیاہ اور پوری زندگی میں اسلامی شریعت اور نبی اکرم ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

پاکستان کی حساس تنصیبات کا امریکی گھیراؤ

غیر ملکی خفیہ اور نجی ایجنسیوں کا جال پورے ملک میں پھیل چکا ہے

ریاض احمد صدیقی

ملک میں جاری تمام تر دہشت گردی کی وارداتوں، بم دھماکوں اور خودکش حملوں جس میں سے بیشتر حملوں میں پاک فوج کو نشانہ بنایا گیا ہے، امریکہ کے ملوث ہونے کے ثبوت ملتے رہے ہیں اور جس کو ہمارا میڈیا اجاگر بھی کرتا رہا ہے۔ میڈیا اپنی رپورٹس میں لکھتا رہا ہے کہ امریکہ پاکستان میں اپنی کرائے کی فوج بلیک واٹر، بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی 'را' اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی 'موساد' اور افغان انٹیلی جنس ایجنسی 'خاد' کے ایجنٹوں کو دہشت گردانہ کارروائیوں، بم دھماکوں اور خودکش حملوں میں استعمال کر رہا ہے۔ امریکیوں اور بلیک واٹر کی پُراسرار سرگرمیاں جاری، بم دھماکوں اور خودکش حملوں میں ملوث ہونے کی برابر چغلی کھاتی رہی ہیں مگر اس کے باوجود حکومت ان امریکیوں اور بلیک واٹر کے خلاف کسی قسم کی کارروائی سے گریز کرتی رہی ہے۔ امریکی سفارت خانے کی گاڑیاں جعلی نمبر پلیٹ لگائے فوجی چھاؤنیوں کی طرف جاتی ہوئی پکڑی جاتی ہیں۔ ان گاڑیوں سے اسلحہ بھی برآمد ہوتا ہے، مگر انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی، جبکہ امریکہ کی بدنام زمانہ پرائیویٹ سیکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر کی جانب سے پاکستان میں کیے جانے والے خفیہ آپریشنز اور منصوبہ بندی کے بارے میں عالمی میڈیا بھی انکشافات کر رہا ہے جس کے مطابق کہ سی آئی اے اور محکمہ دفاع پینٹاگون کی ہدایات پر بلیک واٹر پاکستان میں خفیہ کارروائیاں اور ان کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ معروف برطانوی اخبار گارجین کے مطابق بلیک واٹر پاکستان میں خفیہ مشنز انجام دینے کے علاوہ سی آئی اے اور امریکی افواج کی براہِ راست مدد بھی کر رہی ہے۔ امریکی اخبار روزنامہ نیویارک ٹائمز لکھتا ہے کہ مذکورہ نجی سیکیورٹی کمپنی سی آئی اے اور پینٹاگون کی ہدایت پر خفیہ مشنز کی انجام دہی میں اس سے کہیں زیادہ ملوث ہے جتنا ذرائع ابلاغ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک معروف روزنامہ کی انتہائی تشویشناک یہ رپورٹیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اخبار اپنی رپورٹ میں انکشاف کرتا ہے کہ تھائی ایئر لائن کے ذریعے "ڈپلومیٹک کور" میں پراسرار امریکی اہلکار مبینہ طور پر پاکستان کے جوہری اثاثوں کو تلاش کرنے میں اور جوہری اثاثوں کو جانچنے والے آلات اتوار کے روز لاہور ایئرپورٹ کے ذریعے پاکستان لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اڑھائی سے تین فٹ اونچے ڈبوں میں بند یہ حساس آلات بنکاک کے قریب واقع کیال میں قائم مشرقِ بعید کے سب سے بڑے امریکی فوجی اڈے سے پاکستان لائے گئے ہیں۔ ملکی سلامتی سے متعلق اہم ذرائع کے مطابق لاہور میں ایسے پُراسرار آلات کی آمد گزشتہ تین ماہ سے جاری ہے۔ امریکی صدر بارک اوباما کی نئی افغان پالیسی کے اعلان کے بعد پاکستان کی حساس تنصیبات کا گھیرا تنگ کرنے کی سرگرمیوں میں تیزی آئی ہے۔ ذرائع نے اخبار کو بتایا یہ

> خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ جوہری اثاثوں کو تلاش کرنے والے
> حساس آلات بنکاک کے قریب واقع کیال میں قائم مشرقِ بعید کے
> سب سے بڑے امریکی فوجی اڈے سے پاکستان لائے گئے ہیں

حساس آلات پہلے اسلام آباد ایئر پورٹ کے راستے بھی لائے گئے تھے جس کا مقصد کہوٹہ اور اسلام آباد کے گرد و نواح میں ایسی جگہوں پر ان کا استعمال کرنا تھا جو پاکستان کے جوہری اثاثوں کے حوالے سے خاصی اہمیت رکھتی ہیں۔ ذرائع نے بتایا کہ ان آلات کی ترسیل کے لیے اتوار کا دن اس لیے چنا گیا کہ اس دن چھٹی کی وجہ سے ایئر پورٹ پر عملے کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اہم ذرائع کے مطابق تھائی ایئر لائن کی پرواز جی 345 کو بنکاک سے لاہور دوپہر ڈیڑھ بجے پہنچنا تھا، تاہم یہ پرواز پندرہ منٹ تاخیر سے پہنچی۔ امریکی قونصل خانے کا عملہ پہلے ہی سے ایئر پورٹ پر موجود تھا۔ ذرائع نے بتایا کہ ایئر پورٹ پر موجود متعلقہ عملے نے ان مشتبہ ڈبوں کو چیک کرنے کی کوشش کی تو انہیں امریکی عملے نے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی اور تقریباً ایک گھنٹے تک اس پر بحث جاری رہی۔ ذرائع کے مطابق مشتبہ سامان ''کنویئر بیلٹ'' پر بھی نہیں لانے دیا گیا اور امریکی قونصل خانے کی جانب سے لائے گئے ٹرک میں رکھ کر ایئر پورٹ کے عقب سے نکال کر لے جایا گیا۔ ذرائع کے مطابق عام طور پر سفارتی سازوسامان بھی ''کنویئر بیلٹ'' سے ہی ایئر پورٹ سے باہر لایا جاتا ہے، لیکن ان دس مشتبہ ڈبوں کے لیے معمول سے ہٹ کر اہتمام کیا گیا۔ ذرائع نے بتایا اس سامان کو ایئر پورٹ پر تھائی طیارے سے اتارے جانے کے بعد امریکی قونصل خانے کے عملے اور چھریرے بدن کے اہلکاروں نے عملاً صورت حال کو اپنے کنٹرول میں لے لیا تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی پولیٹیکل سیکرٹری برائن ڈی ہنٹ گزشتہ کئی دنوں سے لاہور میں ہیں اور ان کی لاہور میں موجودگی کے دوران ہی یہ حساس آلات لاہور پہنچے ہیں۔ اہم ذرائع نے اخبار کو بتایا کہ برائن ڈی ہنٹ آج کل اپنی ہر سطح پر اور ہر طبقے سے ہونے والی ملاقاتوں میں کھلے الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ ''جہاں سے بھی امریکہ اپنے لیے خطرے کی بو محسوس کرے گا وہاں خود کارروائی کرے گا۔'' ذرائع کے مطابق امریکی پولیٹیکل سیکرٹری یہ بھی کہتے سنے گئے ہیں کہ امریکہ کو ایسی کسی کارروائی پر شرمندگی نہیں ہوگی، کیونکہ امریکہ کے لیے یہ کوئی نیا کام نہیں ہے۔ امریکہ دنیا بھر میں پہلے بھی ایسی کارروائیاں کرتا رہا ہے۔ اس لیے پاکستان میں ایسی ضرورت پڑی تو ضرور کارروائیاں کی جائیں گی۔ اِدھر اسلام آباد سے ذرائع نے اخبار کو بتایا ہے کہ اس طرح کے حساس اور پُراسرار آلات پنجاب میں پاکستانی حساس سرکاری اور جوہری تنصیبات کی تلاش کے لیے نئی امریکی پالیسی کے تحت لائے جا رہے ہیں جس کا مقصد افغانستان سے زیادہ پاکستان اور اس کے جوہری اثاثوں کو نشانہ بنانا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ خوشاب، ڈیرہ غازی خان کے علاوہ سرگودھا کا ہوائی اڈہ اور اس کے گرد پاکستانی فضائیہ کے حوالے سے انتہائی اہم نوعیت کے پہاڑی سلسلے ان امریکیوں کا اہم ترین ہدف ہیں۔

> برطانوی اخبار گارجین کے مطابق بلیک واٹر پاکستان میں خفیہ مشنز انجام دینے کے علاوہ سی آئی اے اور امریکی افواج کی براہِ راست مدد بھی کر رہی ہے

یہی سبب ہے کہ جس کے باعث لگتا ہے کہ امریکہ نے این آر او زدہ اپنی غلام پاکستانی قیادت کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ڈٹ جانے کا اشارہ دے دیا ہے۔ امریکی کانگریس کی مالی معاونت سے چلنے والے ایک امریکی ریڈیو ''ریڈیو فری لبرٹی'' (آر ایف ایل) نے سیاسی تبصرے میں خدشہ ظاہر کیا ہے کہ پاکستان میں صورتِ حال تیزی کے ساتھ ایک اور فوجی بغاوت کی جانب بڑھ رہی ہے۔ معاشی صورتِ حال تیزی سے ابتر ہو رہی ہے۔ کرپشن بھیانک انداز میں ہو رہی ہے۔ دہشت گردی کا خاتمہ نظر نہیں آتا، جبکہ لوگوں کا اعتماد ان لوگوں پر سے اُٹھتا جا رہا ہے جنہیں انہوں نے حکمرانی کے لیے منتخب کیا تھا۔ OO

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بقیہ: کیا یہ پاکستانی نہیں؟

گزشتہ برس 2009ء میں امریکیوں نے پاکستان پر 44 ڈرون حملے کیے، امریکی اور پاکستانی حکام کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ان چوالیس حملوں کے دوران صرف پانچ القاعدہ طالبان ''مطلوب عناصر'' تھے۔ تصور کیجیے کہ ان حملوں کے دوران مجموعی طور پر 708 افراد لقمہ اجل بنے۔ اگر پانچ مطلوب بھی تھے تو 703 کا لہو کس کے ہاتھوں پہ تلاش کیا جائے؟ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک مطلوب دہشت گرد (اگر ایسا ہی ہے تو بھی) کے عوض 140 معصوم افراد شہید کر دیے گئے۔ ذرا مزید غور فرمایئے۔ بارہ ماہ کے دوران 703 معصوم افراد کی شہادت کا مطلب یہ ہے کہ اوسطاً ہر ماہ 58 اور ہر روز دو افراد امریکی حملوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔ جب ہر روز امریکہ دو پاکستانیوں کو اس بے دردی کے ساتھ قتل کر رہا ہو تو عوام کس طرح اس جنگ کی ہمنوائی کریں گے؟ پاکستانی حکومت کے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق 2006ء سے 2009ء تک چار برس کے دوران 83 ڈرون حملوں کے دوران 1258 افراد نشانہ بن چکے ہیں۔ اگر 19 مطلوبہ دہشت گرد نکال بھی دیے جائیں تو 1239 مقتولین کا خون بہا کس سے طلب کیا جائے؟ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان حملوں کے باعث کتنی بستیاں غارت ہو گئیں؟ کتنے گھر پیوندِ زمین ہو گئے؟ کتنے افراد کے وسائل رزق ختم ہو گئے؟ کتنے لوگ عمر بھر کے لئے معذور ہو گئے؟ جو بچ رہے، ان پر کیا گزر رہی ہے؟

ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نام نہاد طالبان یا دہشت گردوں کا نشانہ بننے والے تو سب کو دکھائی دیتے ہیں نقصانات کے ازالے کے لیے اقدامات بھی کیے جاتے ہیں۔ متاثرین کی مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔ مقتولین کے بچوں کی تعلیم، پرورش اور ملازمت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ضرور ہونا چاہیے لیکن کیا حکومت بتائے گی کہ اس نے امریکی ڈرونز کا نشانہ بننے والے 1239 شہداء کے لواحقین، باقی بچوں اور پسماندگان کے لئے کیا کیا؟ ان کی بحالی کے لئے کیا اقدامات کیے؟ ان کے بچوں کی نگہداشت کا کیا سامان کیا؟ کیا پہاڑوں میں رہنے والے پاکستانیت سے محروم ہو جاتے ہیں؟ اور کیا امریکی قہر کا نشانہ بننے والے لوگ ہر استحقاق گنوا بیٹھتے ہیں؟ کیا یہ رویہ ایک بے ننگ و نام جنگ کو مزید بے اعتبار نہیں بنا رہا؟

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

خواتین کی زیب وزینت کی شرعی حدود

زوجہ محمود حماد

زینت اور حصولِ زینت کے شوق پر عورت کو ملامت کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ نہ صرف عورت کی فطرت میں شامل ہے بلکہ اس کا حق بھی ہے۔ اسلام میں عورت کو نہ صرف اس کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اگر یہ حدودِ شرعیہ کے دائرہ میں ہو تو اس سے مطلوب بھی ہے اور باعثِ ثواب بھی۔ کیونکہ اپنے شوہر کے متعلق عورت کو حکم دیا گیا ہے:

((اِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ))

"جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے (اپنے شوہر کو) خوش کردے۔"

اللہ تعالیٰ نے لباس اور زینت کے حلال ذرائع اپنے بندوں کے فائدے کے لیے بھی پیدا کیے ہیں، جیسا کہ سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (آیت:32)

"آپ ان سے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزیں پیدا کی ہیں، انہیں کس نے حرام ٹھہرایا۔"

لہٰذا جائز زیب وزینت اختیار کرنا اور اس کے لیے مختلف ذرائع اپنانا غلط نہیں، لیکن بحیثیت مسلمان ہمارے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم جو بھی طریقہ اختیار کریں وہ حدودِ شرعیہ کے دائرہ میں ہو، مبادا احساس کی کمی اور لاپروائی کے نتیجے میں حرام امور کے مرتکب ہوجائیں اور اللہ کے غضب اور رسولِ اکرم ﷺ کی لعنت کا مصداق بن جائیں۔

جائز زینت کو اپنانے کے لیے چند عمومی اصول پیشِ نظر رہنے چاہئیں۔

☆ اس سے ہماری شریعت نے روکا نہ ہو۔ یعنی وہ کام حرام، ناجائز یا گناہ کے زمرے میں نہ آتا ہو۔
☆ مطلوبہ فیشن کفار سے مشابہ نہ ہو، یا اس کو اپنانے میں کفار کی مشابہت کی نیت نہ ہو۔
☆ مردوں کی مشابہت نہ ہو۔
☆ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کے زمرے میں نہ آتا ہو۔
☆ پردہ کی حدود وقیود میں رہ کر کیا جائے۔
☆ غرور وتکبر اور نمود ونمائش کا جذبہ نہ ہو۔
☆ میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر ہو۔

زیرِ نظر مضمون میں ہم ان امور کے متعلق قرآن و سنت کی رہنمائی اور ہدایت کو جاننے کی کوشش کریں گے، جن کو فیشن کی لپیٹ میں آ کر ہم خواتین نے اپنا لیا ہے، اور اس کے لیے شریعت کے احکام کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ شریعت کے یہ امور وہدایات بحیثیت مسلمان ہمارے لیے اختیاری نہیں بلکہ لازمی ہیں۔

(1) لباس:

اللہ کے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں یقیناً ہم سب کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ جب ہم احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو بہت دوٹوک اور واضح انداز میں ایک مسلمان عورت کا لباس اور اس کی حدود وقیود واضح ہوجاتی ہیں۔ ہمارے لیے یقیناً وہی لباس درست اور جائز ہے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لیے پسند فرمایا ہے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جہنمیوں میں دو قسم کے لوگ میں نے نہیں دیکھے (یعنی آپ فرمارہے ہیں کہ یہ دو قسم کے لوگ ابھی پیدا نہیں ہوں گے جنہوں نے جہنم میں جانا ہے) ایک قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آئیں گی، مائل ہونے والی اور مائل کرنے والی ہوں گی، ان کے سر بختی کوہان والے اونٹ کی کوہان کے مانند ہوں گے۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔"

"کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آنے والی عورتیں"

اس کا مفہوم ہم موجودہ حالات میں خواتین کے لباس کو دیکھ کر بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ یعنی کپڑے زیبِ تن تو ہیں لیکن اس انداز میں کہ گویا پہن کر بھی نہ پہنا۔ اس طرح کا لباس ایک مسلمان عورت کے لیے قطعاً جائز نہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی۔

آپ ؐ نے حضرت دحیہ کو ایک قبطی کپڑا دیا اور فرمایا کہ ان میں سے ایک کا کرتہ بنا لینا اور دوسرا اپنا بیوی کو دے دینا کہ وہ اسکا دوپٹہ بنائے اور اس کو ہدایت کرنا کہ اس قبطی کپڑے کے نیچے ایک اور کپڑا لگائے، تاکہ باریک ہونے کی وجہ سے اس کے سر کے بال اور جسم نظر نہ آئے۔ (ابوداود، مشکوٰۃ)

خواتین کو لباس کے حوالے سے سینہ کے بالائی حصہ کی بطور خاص ستر پوشی کی ہدایت ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ایک اثر ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی بھتیجی حفصہ کو سرزنش کی۔ اُن کی گردن اور اس کے اردگرد کا کچھ حصہ نظر آتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ گریبان پر موٹا کپڑا رکھو جس سے پردہ حاصل ہوسکے۔

مسلمان عورت کے لباس کے ضمن میں انہی اور اس جیسی بہت سی احادیث مبارکہ کے پیشِ نظر علماء کرام نے چند شرائط عائد کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ لباس باریک نہ ہو، جس سے جسم جھلکے۔
☆ لباس ڈھیلا ہو چست نہ ہو کہ اُس سے جسم کے خدوخال نمایاں ہوں۔
☆ غیر مسلم اقوام، کفار سے مشابہ نہ ہو۔
☆ مردوں سے مشابہ نہ ہو۔ (نبی اکرمؐ نے زنانہ پن اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ وضع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ بحوالہ صحیح بخاری)
☆ لباس مکمل ساتر ہو۔ جسم کا کوئی حصہ اس سے باہر نہ ہو۔

(2) جسم کے زائد بالوں کے متعلق امورِ شرعیہ:

خواتین کے جسم کے زائد بالوں کی مختلف اقسام ہیں، جن میں کچھ کا اتارنا ممنوع ہے اور ناجائز امور کے زمرے میں آتا ہے۔ جبکہ کچھ مباحات کے درجے میں ہے۔ اس سے متعلق رہنمائی ایک متفق علیہ حدیث میں ملتی

ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا کہ اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو حسن کے لیے گودتی اور گدواتی ہیں بال نوچتی اور نچواتی ہیں، دانتوں کے درمیان فاصلہ کرواتی ہیں، اور اس طرح اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ بنی سعد کی ایک خاتون ام یعقوب نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ان عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ؓ نے کہا کہ میں ان پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جن پر اللہ کے نبی ؐ نے لعنت بھیجی اور ان کی مذمت اللہ نے قرآن میں کی۔ ایک خاتون نے کہا کہ میں نے پورا قرآن پڑھا ہے، مجھے ایسی بات نہیں ملی۔ حضرت عبداللہ ؓ نے کہا کہ اگر تو نے واقعی پورا قرآن پڑھا ہوتا تو تمہیں یہ بات ضرور ملتی جو میں کہتا ہوں۔ کیا تو نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (اور جو رسول ﷺ تمہیں دیں، وہ لے لو اور جس سے آپ ؐ منع کر دیں، اُس سے باز آ جاؤ) تو اللہ کے نبی ؐ نے اس سے منع کیا۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ آپ کی گھر والی تو ایسا کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ ؓ نے کہا کہ جاؤ جا کر دیکھو۔ وہ وہاں گئی، تو ایسا کچھ نہ پایا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا جیسا وہ کہتی ہے تو میں اپنے گھر والوں کے ساتھ نہ رہتا"۔

اس حدیث کی تشریح عبداللہ بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین اور شیخ صالح الفوزان (سعودی افتاء کمیٹی) نے بیان کی ہے جس کے مطابق

نمص سے مراد دونوں ابرو کے بالوں میں سے کچھ لینا (کاٹنا، مونڈنا، اکھیڑنا ہلکا کرنا) ہے۔ ان کو باریک کرنا حرام اور ناجائز ہے۔" شیخ صالح العثیمین کہتے ہیں: "ان بالوں کا اکھاڑنا حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔"

شیخ صالح الفوزان کے مطابق "ابرو کے بال ہلکا کرنا، اکھیڑنا، مونڈنا سب ناجائز ہیں، اگرچہ ایسی عورت کا خاوند اس پر راضی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہی نمص ہے، جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نامصہ اور متنمصہ دونوں پر لعنت کی ہے۔ نامصہ وہ عورت جو اپنے گمان کے مطابق زیب و زینت کے لیے ایسا کرتی ہے اور متنمصہ وہ جس کے لیے یہ کام کیا جائے۔ یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے جس کا حکم شیطان دیتا ہے۔"

بہت سے علماء نے نمص میں چہرے کے بالوں کو بھی شامل کیا ہے، لیکن انہوں نے اس سے استثنائی صورت بھی بیان کی ہے۔ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ بال اکھاڑنے سے یہ مستثنیٰ ہے کہ عورت کی داڑھی، مونچھ یا بچہ داڑھی اُگے، تو اس کا ازالہ حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ داڑھی اکھیڑنا یا مونچھ اکھیڑنا خاوند کی اجازت سے ہونا چاہیے بصورت دیگر دھوکہ دہی کی بنا پر ممنوع ہے۔ شیخ عبداللہ بن باز ؒ کا فتویٰ ہے کہ "اگرچہ غیر ضروری بال (ابرو کے بالوں کے علاوہ کہ وہ کسی صورت جائز نہیں اِلاّ یہ کہ اتنے لمبے ہوں کہ آنکھ پر لٹکتے ہوں) مثلاً مونچھ یا ٹھوڑی کے بال بدنمائی اور خلقت میں خرابی کا سبب ہیں تو ان کو اکھیڑنے میں حرج نہیں۔"

الشیخ صالح العثیمین کے مطابق بال تین طرح کے ہیں۔

1) جن کو زائل کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ جیسے مرد و زن کے ابرو کے بال اور مرد کی داڑھی کے بال
2) جن کو زائل کرنے کا حکم ہے۔ جیسے موئے بغل، زیر ناف اور مرد کی مونچھ کے بال۔
3) جن کے بارے میں شریعت نے سکوت کیا ہے۔ یعنی ان ان کا زائل کرنا لازمی نہیں اور زائل کرنے میں گناہ نہیں۔

(3) جسم کو گودنا یا گدوانا:

مذکورہ بالا متفق علیہ حدیث میں جسم کو گودنے، گدوانے پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ لہٰذا جسم میں کسی بھی قسم کی گدوائی کروانا، Tattoo بنوانا، طرح طرح کی شکلیں یا آیات کھدوانا، ان میں رنگ رنگ کے مصالحے بھرنا، سب کلیۃً حرام ہے۔

(4) دانتوں میں خلا پیدا کرنا:

حسن و جمال کی خاطر دانتوں میں خلا پیدا کرنا، جوانی کو ظاہر کرنے کے لیے دانت نوکیلے کرانا (عرب میں مروجہ رواج کے مطابق) حرام ہے۔ فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا "خوبصورتی کی نیت سے دانتوں میں خلا کروانا حرام ہے لیکن اگر طبی نقطۂ نگاہ سے ضروری ہو تو اس کی اجازت ہے۔"

(5) بالوں میں دوسرے بال ملانا:

حضرت اسماء ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میری بیٹی کو چیچک نکلی تھی، جس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ اب اس کی شادی کی ہے تو کیا میں اس کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑ دوں۔ آپ ؐ نے فرمایا "بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔" (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اپنے بالوں میں کسی دوسری عورت کے بالوں کا جوڑ لگائے، جو گودے، جو گدوائے ان پر اللہ کی لعنت ہے۔" (بخاری و مسلم)

عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ میں نے برسرِ منبر امیر معاویہ ؓ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ وہ بالوں کا گچھا لہرا رہے تھے، "تمہارے علماء کہاں ہیں! میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس سے منع فرماتے ہوئے سنا" اور آپ ؐ نے یہ بھی فرمایا:

"بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ان (مصنوعی بالوں) کا استعمال کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔"

(بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد)

1) ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں علماء سعودیہ (فتویٰ کمیٹی) کا فتویٰ یہ ہے کہ "عورت کا اپنے بالوں میں علیحدہ سے کوئی بال یا بال کے مشابہ کوئی چیز جوڑنا حرام ہے۔" (افتاء دائمی کمیٹی۔789)
2) الشیخ صالح العثیمین کے مطابق
"وگ یا مستعار بال حرام ہیں اور وصل کے حکم میں شامل ہیں اور اگرچہ وصل نہ بھی ہو تب بھی وصل سے مشابہ ہے۔ لیکن اگر عورت کے سر پر سرے سے بال ہی نہ ہوں تو یہ جائز ہے۔"
3) امام نووی ؒ شارح صحیح مسلم کے مطابق ہر قسم کے بال کا جوڑ خواہ انسانی بال ہوں یا اون، ریشم یا کسی اور کے بال مطلقاً حرام ہیں" (فقہ النساء)۔
4) امام لیث ؒ کے نزدیک "صرف بال جوڑنا منع ہے۔ دوسری چیز کی ممانعت نہیں جیسے دھاگہ وغیرہ"
5) احناف کے ہاں انسانی بال جوڑنا قطعاً حرام ہے لیکن اون، ریشم، دھجیاں وغیرہ بٹ کر جوڑنا جائز ہے کیونکہ دھوکہ دہی نہیں (فقہ النساء)
6) شافعیہ کا کہنا ہے کہ خاوند اجازت دے بھی تو جوڑ لگانا حرام ہے۔ (فقہ النساء)
7) حنابلہ کی رائے میں جوڑ لگانا اور وگ (جوڑا) استعمال کرنا ہر صورت میں حرام ہے، کیونکہ یہ ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے۔ بالوں کے علاوہ کپڑے کی دھجی، بال باندھنے کے لیے اس قدر جائز ہے جس سے باندھنے کا کام لیا جائے۔ اگر اس سے زائد ہیں تو مکروہ ہیں۔"
8) فقہ النساء کے مصنف محمد عطیہ خمیس کہتے ہیں کہ انسانی بالوں سے بنائے جانے والے بال حرام ہیں۔ جو بال قدرتی بالوں سے مشابہ ہوں جس کو دیکھنے والا دھوکہ کھا جائے کہ اصلی بال ہیں (مروجہ نائیلون کی وگ) تو وہ بھی حرام ہے، کہ اس میں دھوکہ دہی ہے، اور تخلیق الٰہی کو بدلنا بھی۔ ان دو علتوں کے سبب کسی کام کے حرام ہونے پر فقہاء

میں اتفاق ہے۔ اگر بالوں میں کوئی ایسی چیز لگائی جائے جو پہلی نظر میں معلوم ہو جائے کہ بال نہیں بلکہ ان سے الگ ہیں (جیسے کپڑے سے بنے ہوئے پراندے) تو یہ مباح ہے، لیکن بچنا بہتر ہے۔ (ص۔69 فقہ النساء)

ان فتووں کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی قسم کی وگ لگانے کی شرعاً ممانعت ہے۔

(6) بالوں کی آرائش:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں میں دو قسم کے لوگ میں نے (ابھی) نہیں دیکھے.........وہ عورتیں جن کے سر بختی کوہان والے اونٹ کی مانند ہوں گے اور وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔'' (صحیح مسلم)

اس حدیث کی روشنی میں سعودی افتاء کمیٹی کا فتویٰ ہے کہ ''سر کے بالائی حصے پر بالوں کا جوڑا باندھنا (دوسرے سر کی مانند) ناجائز ہے لیکن بالوں کا جوڑا گردن پر ہو تو اس میں حرج نہیں مگر یہ کہ جب عورت گھر سے باہر نکلے تو بالوں کی ہیئت ایسی نہ ہو جو پردے میں بھی نمایاں ہو۔''

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان کے مطابق ''مذکورہ بالا حدیث کی وعید کے پیش نظر بالوں کو فیتوں یا پف کے ذریعے بڑا کر کے دکھانا اور سر کے حجم کو بڑا کرنا (پف یا دیگر اشیاء ڈال کر) دوسرے سر کی طرح، جائز نہیں۔ البتہ وہ فیتے جو سر کے حجم کو بڑا نہیں کرتے اور بال سنوارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اُن میں کوئی حرج نہیں۔''

اسی طرح اگر سر کے اوپر دائیں یا بائیں ابھار بنایا جائے (پف یا heavy back combing) تو یہ وہی چیز بن جاتی ہے (یعنی دوسرے سر کی مانند) جس سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(7) بالوں کی تقصیر (Hair Cutting):

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ازواج مطہراتؓ اپنے سر کے بال لے لیا کرتی تھیں، یہاں تک کہ وہ ''وفرہ'' کی مانند ہو جاتے تھے۔

بعض علماء کے نزدیک ''وفرہ'' ایسے بال ہیں جو کانوں تک ہوں اور بعض کے نزدیک وہ بال جو سب سے لمبے ہوں۔

حافظ صلاح الدین یوسف کے نزدیک ازواج مطہرات کا یہ عمل نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے جس سے ان کا مقصود ترکِ زینت تھا۔ کیونکہ لمبے بال حسن و زینت میں شمار ہوتے ہیں جس سے وہ بچنا چاہتی تھیں۔

فقہ حنفی میں بال کٹوانے کی سخت ممانعت ہے۔ ان کے نزدیک ازواج مطہرات کا عمل خاص مقصد یعنی ترک زینت کے لیے تھا۔ چنانچہ اُن کے نزدیک زینت کے لیے طرح طرح کے بال کٹوانا منع ہے۔

جبکہ اسی حدیث کی روشنی میں علماء کا ایک طبقہ بال کٹوانے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف کہتے ہیں: ''اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اپنے بال ہلکے کر سکتی ہیں۔''

لیکن علماء کا بڑا طبقہ جو بال کٹوانے کی اجازت دیتا ہے یہ بات بھی واضح کرتا ہے کہ اصل زینت لمبے بال ہیں، جو عورت کا فطری حسن ہے اور بال کٹوانا کوئی زینت نہیں۔ چنانچہ اس کے جواز کے قائلین علماء کچھ شرائط عائد کرتے ہیں۔ مثلاً

1) بال کافرہ عورت سے مشابہ نہ ہوں
2) مردوں سے مشابہ نہ ہوں
3) بال کاٹنا بلا ضرورت محض فیشن کو اختیار کرنے کے لیے نہ ہو۔
4) خاوند کی اجازت سے ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایک طبقے کے نزدیک بال کاٹنا کلیتاً حرام ہے جبکہ ایک بڑے طبقہ علماء کے نزدیک اس کی اجازت (بالخصوص شوہر کی خواہش کے پیش نظر) ہے۔

(8) بالوں کو رنگنا:

نبی اکرم ﷺ نے سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور اس بات کی ممانعت کی ہے کہ ان کو کالے سیاہ رنگ سے رنگا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: ''بڑھاپے (کی سفیدی) کو خضاب کے ذریعے بدلو۔'' (ترمذی و نسائی)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو کبوتر کے پوٹے کی مانند سیاہی کے ذریعے خضاب کریں گے۔ یہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔''
(ابو داؤد، نسائی)

لہٰذا سفید بالوں کو کالے سیاہ رنگ کے علاوہ کسی بھی رنگ سے رنگا جا سکتا ہے۔

البتہ کالے بالوں کو مزید کسی اور رنگ میں رنگنے (بطور فیشن) کے بارے میں علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔ الشیخ صالح الفوزان نے اس ضمن میں فتویٰ دیا ہے کہ ''بلا ضرورت کالے بالوں کو یا بالوں کے قدرتی رنگ کو بدلنا جائز نہیں، کیونکہ کالے بال خوبصورتی ہیں۔ عیب یا بدصورتی نہیں کہ اس کو بدلا جائے۔''

(9) خوشبو:

ارشادِ نبویؐ ہے:

''مرد جو خوشبو لگائیں وہ ایسی ہو جس میں مہک ہو، رنگ نہ ہو (جیسے گلاب و عطر وغیرہ) جبکہ عورت جو خوشبو لگائے وہ ایسی ہو جس میں رنگ ہو مہک نہ ہو''۔ (مہندی زعفران وغیرہ) (ابو داؤد)

اسی طرح ارشادِ نبویؐ ہے:

''جس عورت نے خوشبو لگائی اور پھر وہ گھر سے باہر نکلی اور لوگوں کے پاس سے گزری، تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ عورت زانیہ ہے اور شہوت کی ہر نگاہ زانیہ ہے۔'' (رواہ احمد و نسائی)

لہٰذا عورت کا گھر سے باہر یا نامحرم مردوں کے لیے خوشبو لگانا منع ہے، جبکہ گھر میں خاوند کے لیے عورت کا خوشبو استعمال کرنا پسندیدہ ہے۔

ضمنی طور پر یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ زینت اختیار کرنے کے لیے پیسے کا بے جا استعمال بیوٹی پارلرز میں وقت کا اسراف، یہ سب چیزیں بھی اسلام کے مزاج کے خلاف ہیں۔ بالخصوص آج کے اس دورِ فتن میں جبکہ ان بیوٹی پارلرز میں ہر طرح کے جائز و ناجائز کام ہوتے ہیں، عریانی اور فحاشی کا ماحول ہوتا ہے، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اس حیا باختہ اور گناہ کے ماحول میں جائز کام کے لیے جانا بھی اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ اس لیے ان سے بچنا بہت بہتر ہے۔

مذکورہ بالا تحریر میں زیب و زینت کے حوالے سے ان امور کی نشاندہی کی کوشش کی گئی ہے جو ایک مسلمان عورت کے لیے شرعی نقطہ نگاہ سے جائز یا ناجائز ہیں۔ ہم سب مسلمان خواتین کی یہ شعوری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم ان تمام امور کا خیال رکھیں، ہر عمل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی گئی شریعت کو مقدم رکھیں۔ یہ بات ہر حال میں ہمارے ذہنوں میں مستحضر رہنی چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی اور لعنت کو مول لے کر ہم جو بھی کام ظاہری فائدے کے لیے کریں گے وہ نہ صرف برکت اور مفید نتائج سے خالی ہو گا بلکہ اُخروی اعتبار سے اللہ کے غضب کو ہمارا مقدر بنا دے گا۔ یا اللہ! ہمیں صرف اپنی رضا کے حصول کا طالب بنا دے اور ہمیں سیدھے راستے پر گامزن فرما دے۔ (آمین)

☆☆☆

طالبان پر حقوق انسانی کی پامالی کا الزام

حقائق کے آئینے میں

ترجمہ: محمد فہیم

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

صلیبیوں کے لیے شروع ہی سے اصل مسئلہ اسلام تھا نہ کہ طالبان۔ جس نے بھی کروسیڈ والی ڈرائیو رسیٹ کو سنبھالا، اس نے 1998 والے نعرے ''طویل جنگ'' کو دُہرایا۔ طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اس پر اقوام متحدہ نے پابندیاں لگائیں۔ افغانستان کو اقوام متحدہ میں اس کی سیٹ دینے سے انکار کیا گیا۔ میڈیا جو بالکل جانبداری سے کام لے رہا تھا، اس نے دُنیا کے سامنے یہ بات رکھی کہ یہ امتیازی سلوک اس لئے روا رکھا گیا ہے کہ طالبان کا حقوق انسانی کا ریکارڈ درست نہیں۔ اگر یہی بات ہے تو پھر بہت سارے ممالک حقوق انسانی کا ریکارڈ نہایت ناگفتہ بہ ہونے کے باوجود اقوام متحدہ میں اپنی سیٹ کیوں سنبھالے ہوئے ہیں۔

حقوق انسانی کو پامال کرنے والے ممالک میں سے بدترین خود ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہے، اور اس کے بعد وہ ڈکٹیٹر ہیں جنہیں امریکی حمایت حاصل ہے۔ بہت سے لوگ اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنگ دہشت گردی کے خلاف ہے، لیکن اس کی شہادت موجود ہے کہ اصل معاملہ اسلام ہی تھا، جو صلیبیوں کا ہدف تھا، اور جسے طالبان ''غلط'' وقت پر ایک غیر معقول طریقہ سے آگے بڑھانا چاہتے تھے۔ طالبان اُن لوگوں کی لمبی فہرست میں سے صلیبیوں کا پہلا شکار بن گئے جن میں اس آخری کروسیڈ کو چیلنج کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔

ہمیں ذرا گہرائی میں اتر کر دیکھنا ہوگا کہ آیا واقعی یہ حقوق انسانی یا دہشت گردی کا معاملہ تھا جو طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنا، یا اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے خیال نے طالبان حکومت کی مخالفت میں لوگوں کو منظم کر دیا۔

اگر طالبان کی حکومت وسیع البنیاد حکومت نہیں تھی تو کیا اسی مفہوم میں مشرق وسطی میں امریکی دوست حکومتیں وسیع البنیاد حکومتیں ہیں؟ اور اگر افغان مہاجرین واپس اپنے ملک جانا نہیں چاہتے تھے تو کیا یہ طالبان حکومت کے کسی منفی رویہ کی وجہ سے تھا یا اس کی وجہ یہ تھی کہ اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان پر مسلسل پابندیوں کی وجہ سے وہاں پر کوئی مواقع باقی نہیں رہے تھے کہ مہاجرین واپس جا کر اپنے ملک میں آباد ہو سکیں۔ اقوام متحدہ اور نام نہاد عالمی برادری، مہاجرین کی واپسی کے لیے عام ضروریات کے لیے اسباب مہیا کرنے پر تو تیار تھی، لیکن ساتھ ہی اقوام متحدہ اور مغربی ممالک نے طالبان کو ایک اژدھا کی صورت میں دکھا کر ایک بہت بڑی نفسیاتی رکاوٹ کھڑی کر دی تھی، نیز غیر ضروری پابندیوں کے سبب افغانستان میں زندگی کو نہایت مشکل بنا دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں ترقی کے مواقع تقریباً معدوم کے درجے میں تھے۔ پابندیوں اور کسی قسم کے ترقیاتی کاموں کے مواقع کی عدم دستیابی کی وجہ سے افغانوں کے لیے ان کا وطن، وطن نہیں رہا تھا۔ مغربی اور مسلم مملکتوں کا رویہ اس سلسلہ میں سرد مہری کا شکار رہا۔ انھوں نے افغانستان سے سوویت یونین کو نکالنے کے لیے اربوں ڈالر خرچ کیے تھے، لیکن وہ انسانی بہبود اور ملکی اقتصادیات کو ترقی دینے کے لیے وہ ایک پیسہ خرچ کرنے پر آمادہ نہ ہوئیں۔

جب طالبان عہد حکومت کا بعد از طالبان افغانستان سے تقابل کیا جاتا ہے تو ہمیں ان بہت سی تشویشوں کا نہایت معقول جواب مل جاتا ہے جو 17 اکتوبر 2001ء سے پہلے کی صورت حال پر کی جاتی ہیں۔ مہاجرین کی اکثریت اب بھی واپس جانے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ گویا پاکستانی حکومت ان کے خلاف بہت سخت اقدامات کر رہی ہے، یہاں تک کہ پاکستان چھوڑنے پر مجبور کرنے کے لیے ان کے گھروندوں کو گرایا جا رہا ہے۔ یہ بات بھی پروپیگنڈا کا حصہ تھی کہ مہاجرین طالبان کی وجہ سے واپس افغانستان جانا نہیں چاہتے۔ ذرا اس سوال پر غور کیجیے کہ مغرب میں آباد تارکین وطن اپنے ملک واپس کیوں نہیں آنا چاہتے، صرف اس لئے کہ واپسی پر ان کو مالی مسائل کا سامنا کرنا ہوگا۔ طالبان کے عہد میں افغان مہاجرین بھی صرف اسی وجہ سے واپس افغانستان جانا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ طالبان کی خود کفالت کی تمام کوششوں کو بیرونی مخالف قوتوں نے ناکامی سے دوچار کیا تھا۔ اگر کوئی طالبان کی اچھائی افغان مہاجرین کی واپسی کو پیمانہ بنا کر ناپنا چاہتا ہے تو پھر یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ ہمیں اسرائیلی حکومت کی وہ ضد اور انکار کیوں دکھائی نہیں دیتا کہ وہ 8 لاکھ سے زائد فلسطینی مہاجرین کو واپسی کی اجازت دینے کی روادار نہیں، جن میں سے 5 لاکھ اب بھی جنوبی لبنان کے مہاجر کیمپوں میں گل سڑ رہے اور اسرائیل کی ظالمانہ بمباری اور گولہ باری کا نشان بن رہے ہیں۔ طالبان نے پاکستان اور ایران دونوں سے مہاجرین کی واپسی پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اگر مہاجرین کی واپسی کے لیے طالبان کی حکومت کو گرانا ضروری تھا، تو پھر فلسطینی مہاجرین کی واپسی کو ممکن بنانے کے لیے کس کی حکومت کو گرانا ضروری ہو جاتا ہے، یہ سوال، جواب طلب ہے۔ اقوام متحدہ میں اسرائیل کی رکنیت، تمام فلسطینی مہاجرین کو اپنے گھروں میں دوبارہ آکر آباد ہونے کی اجازت سے مشروط کی گئی تھی۔ اسرائیل کی طرح طالبان نے کبھی بھی لاکھوں مہاجرین کو نکال کر دیارِ غیر میں رہنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ پاکستان میں مہاجرین سوویت قبضہ کے زمانے سے آبسے تھے۔ انھوں (طالبان) نے مہاجرین کیمپوں کو اُجاڑنے کے لیے کبھی بھی پاکستان پر حملہ نہیں کیا تھا۔ وہ بھارت اور

طالبان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے صحافیوں کے پاس اس کے لیے کوئی وقت نہیں

کہ وہ معلوم کریں کہ فلسطینی خواتین گزشتہ 58 سال سے کن مصائب کا سامنا کر رہی ہیں

طالبان گورنمنٹ کے بارے میں کہا گیا کہ وہ وسیع البنیاد حکومت نہیں تھی تو کیا

اسی مفہوم میں مشرق وسطی میں امریکی دوست حکومتیں وسیع البنیاد حکومتیں ہیں؟

اسرائیل کی طرح یو این او کی قراردادوں سے سرتابی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے۔ طالبان کے خلاف اس جھوٹے پروپیگنڈا کا اثر تھا جس کی وجہ سے دُنیا ایک جزوی حقیقت کو متعصبانہ نظر سے دیکھنے پر مجبور ہو چکی تھی۔

ایک دلچسپ امر یہ تھا کہ اس وقت یہ بات مشہور کی گئی تھی کہ عالمی برادری طالبان حکومت کو صرف اس شرط پر تسلیم کرنے پر آمادہ ہوگی اگر وہ (طالبان) ان اخلاقی اصولوں، معیارات اور ذمہ داریوں کو قبول کرنے پر تیار ہوں جو عالمی برادری کے نزدیک مقدس ہیں اور جن کو کسی صورت میں بھی توڑا نہیں جاسکتا۔ کسی نے بھی یہ پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ کیوں عالمی برادری نے بھارت اور اسرائیل کے گزشتہ پچاس سالوں سے اپنی سرحدات کے اندر اور باہر ایک منظم استبداد اور دہشت گردی پر چپ سادھ کر رکھی ہے۔ ذرا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا ریکارڈ دیکھیں، کس طرح اس نے بین الاقوامی قانون اور تمام انسانی اقدار کو پامال کیے رکھا ہے۔ سچ یہ ہے کہ امریکہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے جرائم کی بنیاد پر اپنے جرائم کو سند جواز عطا کر سکے۔ طالبان حکومت کے خلاف جارحیت کا ناجائز اور غیر اخلاقی اقدام کے ارتکاب کیوں کیا گیا۔ اس کے جرائم کا اگر ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے قریبی حلیفوں کے جرائم سے موازنہ اور تقابل کیا جائے تو دونوں کا کوئی تناسب بنتا ہی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب نام نہاد بین الاقوامی برادری کے مفادات کو کوئی خطرہ لاحق ہو تو انسانی حقوق نامی چیز کی کوئی وقعت ہی نہیں رہتی۔ جب طالبان کے خلاف انسانی حقوق، جارحیت اور دہشت گردی کے بہانے اقدام کرنا ہوتا ہے تو مورتیوں کو توڑنے کے واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کر دیا جاتا ہے۔

جون 2001ء میں ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت ایک کروڑ بیس لاکھ ڈالر سے چلنے والا روٹی مہیا کرنے کا پروگرام معطل کر دیا گیا، جس سے کابل کے تین لاکھ باسی مستفید ہو رہے تھے۔ اس کے لیے یہ شرط رکھی گئی کہ حکمران طالبان خواتین کی خدمات حاصل کرنے کی پابندیاں ختم کریں۔ اس جیسی حرکت کو شک کی نگاہ سے دیکھنے والے لوگوں کو طالبان کا گوتم بدھ کے مجسموں کو اڑانے کا عمل کم دیوانگی (Fanatical) دکھائی دینے لگا، بہ نسبت امریکہ، اس کے اتحادیوں اور اس کی ایجنسیوں کے اس فیصلہ کے جس کی رو سے ہزاروں معصوم لوگ فاقوں کی وجہ سے موت کا شکار ہوتے چلے گئے۔

ورلڈ فوڈ پروگرام کی کہانی کچھ زیادہ قابل اعتبار نہیں تھی۔ رائٹرز کے مطابق طالبان وزیر اطلاعات قدرت اللہ جمال نے 4 اپریل 2001 کو بیان دیا کہ طالبان کی طرف سے ورلڈ فوڈ سروے پر کوئی اعتراض نہیں ...... اس کے بعد ورلڈ فوڈ کے ڈپٹی ڈائرکٹر پیٹر گوسنز اچانک نمودار ہوئے۔ وہ غیر مطمئن دکھائی دے رہے تھے اور احتیاط کر رہے تھے۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ انھیں مزید خواتین کی خدمات مہیا کی جائیں اور یہ کہ وہ اس کام میں زیادہ سرگرمی سے حصہ لیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ 600 سے 700 خواتین تک اس سروے کے کام کے لیے درکار ہوں گی۔ اس کام کو اُنہوں نے ایک بھاری بھر کم ایکسر سائز کہا۔ ڈبلیو ایف پی (ورلڈ فوڈ پروگرام) نے اپنی 2001 کی ایمرجنسی رپورٹ نمبر 12 میں کہا تھا کہ 15 لاکھ افغانیوں کو آنے والے چند مہینوں میں خوراک کی سخت قلت کا سامنا پڑ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے ورلڈ فوڈ پروگرام نے ان کو صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ خاصی تعداد میں خواتین کو بھرتی نہ کر سکے۔

یہ تو عقل کی بات ہے کہ روٹی کوئی ایسی چیز نہیں جسے افغان لوگ بلا ضرورت سٹاک کریں اور نہ یہ زیادہ وقت کے لیے سٹاک کی جاسکتی ہے۔ یہ کیسی بے ہودہ سوچ تھی کہ یہ "وحشی" مرد ورلڈ فوڈ کی بیکریوں سے تمام تقسیم شدہ روٹیاں خود کھائیں گے اور عورتوں اور بچوں کو بھوکا چھوڑ دیں گے۔ کسی نے بھی سروے کی اہمیت یا اس میں عورتوں کی شمولیت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا۔ یہ یقیناً اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے پہلے ہی سے بھوک سے برلب جان افغانوں کو بھوکا مارا جاتا۔

مسلمان لکھاریوں کو طالبان کے خلاف نہایت غصہ سے بات کرنے کی بنا پر زیادہ توجہ دی گئی۔ مثال کے طور پر سائرہ شاہ نامی خاتون کو طالبان کے خلاف لکھنے کے عوض کئی ایک انعامات دیئے گئے۔ اس نے اس سلسلے میں برطانوی اخبار "Mirror" میں کئی ایک مضامین لکھے۔ جب 2001ء کے موسم سرما میں طالبان کے خلاف پروپیگنڈا خاصا زوروں پر تھا، اس نے لکھا کہ طالبان جسم فروش عورتوں کو سزائے موت دیتے ہیں۔ اُن کا خیال تھا کہ طالبان کو اس بارے میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ افغان خواتین غربت کی وجہ سے جسم فروشی پر مجبور ہیں۔ سائرہ شاہ اور اس جیسے دوسرے لوگوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ یہ تحقیق کرلیں کہ وہ کیا اسباب ہیں جو دُنیا کے چوتھے بڑے اقتصادی طور پر اہم ملک (برطانیہ) میں عورتوں کو جسم فروشی کے دھندے کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ان لوگوں کو وسطی لندن میں کوئی ایک بھی ٹیلیفون بکس نظر نہیں آتا جس میں جسم فروش عورتوں کی اشتہاری معلومات پلاسٹر کور میں لگائی ہوئی ہوتی ہیں۔ کیا یہ برطانیہ میں غربت کی وجہ سے ہوتا ہے؟ کیا افغانستان میں غربت کے ذمہ دار طالبان تھے؟ ان پروپیگنڈا کرنے والوں میں سے، جو طالبان کے خلاف مواد اکٹھا کرنے کے لیے خفیہ طور پر افغانستان آجا رہے تھے، کسی نے بھی چیچنیا جانے کی ہمت نہیں کی کہ وہاں پر عورتوں کے ساتھ جو شرمناک حرکتیں ہوتی ہیں، ان کو بے نقاب کریں۔ انھوں نے اس گرمجوشی کے ساتھ ان ہزاروں بوسنیائی مسلم عورتوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی رپورٹنگ نہیں کی۔ ان کے پاس اس کے لئے کوئی وقت نہیں کہ وہ معلوم کریں کہ فلسطینی خواتین گزشتہ 58 سال سے کس کس مصیبت کا سامنا کر رہی ہیں، جبکہ دُنیا میں چوتھے نمبر پر طاقتور فوج ان کے سکول جانے والے بچوں کو فائر کر کے قتل کر دیتی ہے۔

دُنیا میں طالبان کو بدترین حکومت سمجھا گیا، حالانکہ دنیا میں کئی اور بدترین حکومتیں قائم ہیں، لیکن بوجوہ ان کو صیہونی نیو کانز اور کروسیڈرز اتحاد کے غضب کا سامنا نہیں۔ کیونکہ وہ کسی ایسے ماڈل کو ترقی دینے کے لیے کام نہیں کرتیں جو کروسیڈرز کے لیے ایک ہدف بنے۔ یہ استبدادی حکومتیں تو یونائیٹڈ سٹیٹس اور ان کے حلیفوں کی دوست ہیں، خواہ یہ لاطینی امریکہ میں ہوں یا الجیریا، مصر، اُردن، کویت یا سعودی عرب میں۔ سعودی عرب میں عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت نہیں۔ سعودی عرب پر کوئی بھی نکتہ چینی سفارتی تعلقات خراب کرے گی اور یہ کمزور سیاستدان ان استبدادی اور آمرانہ حکومتوں کے سامنے جھکتے ہی رہیں گے، کیونکہ یہ (Regimes) کروسیڈرز کی اکانومی کے لیے روزگار مہیا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ (جاری ہے)

کیا یہ پاکستانی نہیں؟

عرفان صدیقی

نائن الیون کی کوکھ سے جنم لینے والا کروسیڈ دسویں برس میں داخل ہو رہا ہے۔ دنیا کے سب سے کمزور، ناتواں، نہتے، کم وسیلہ اور بے سروسامان ملک پر دنیا کے سب سے طاقتور، مضبوط، ہلاکت آفریں اسلحہ سے لیس اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے حامل ملک کی یلغار ابھی تک سنگلاخ پہاڑوں سے سر پھوڑ رہی ہے اور دور دور تک فتح کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ بارک حسین اوباما تبدیلی کا نعرہ لگاتے ہوئے واشنگٹن کے قصر سفید میں داخل ہوئے لیکن راہداریوں میں چھپی بیٹھی بدروحیں انگڑائی لے کے لپکیں اور اوباما کو جکڑ لیا۔ تین ماہ تک اپنے آپ سے جنگ کرنے کے بعد بالآخر امریکی صدر جارحیت شعار لابی کے سامنے ڈھیر ہو گئے اور امن کا نوبل پرائز حاصل کرنے کے ساتھ ہی افغان جنگ کو نیا ایندھن فراہم کرنے کے لئے مزید تیس ہزار فوجی بھیجنے کا اعلان کر دیا۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جو افواج قاہرہ ساڑھے آٹھ برس تک کوئی کارنامہ نہیں دکھا سکیں وہ سال ڈیڑھ سال مزید خیمہ زن رہیں تو کون سا معجزہ رقم کر لیں گی۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ امریکہ اور چالیس دوسرے ممالک سے آئی دو لاکھ کے لگ بھگ ہتھیار بند فوجوں کے سامنے سرے سے کوئی لشکر ہے ہی نہیں۔ نہ ٹینک، نہ توپ، نہ ہیلی کاپٹر، نہ طیارہ، نہ سازوسامان جنگ، نہ چھاؤنیاں، نہ مورچے، بس اپنے آباء و اجداد کی باطل شکن روایات ہیں اور اپنی سرزمین کو غاصبوں سے آزاد کرانے کا جنون۔ جنگ جاری ہے اور جاری رہے گی۔ یہاں تک کہ افغانستان کے کوہساروں پر ایک بار پھر وہی تاریخ لکھی جائے جو بارہا لکھی جا چکی ہے۔

پاکستان بھی دھڑ دھڑ جل رہا ہے۔ تقریباً نو سال قبل پرویز مشرف نامی ڈکٹیٹر وطن عزیز کو اس بھٹی میں جھونک گیا اور نئی جمہوری حکومت اس دلدل سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں نکال سکی۔ امریکہ کی اطاعت کو حکمرانی کا آسان نسخہ سمجھنے والے امریکی اہداف کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور خلق خدا آگ اور بارود میں بھسم ہو رہی ہے۔ 2010ء کا آغاز شمالی وزیرستان پر امریکی ڈرون حملے سے ہوا۔ بارہ گھنٹوں بعد ایک اور ڈرون حملہ ہوا۔ ہلاکتوں کی تعداد کا کوئی گوشوارہ مرتب نہیں کیا جاتا کیونکہ پہاڑوں میں بسنے والے محب وطن پاکستانی، جنس ارزاں کی طرح بے توقیر خیال کیے جاتے ہیں۔ ان کی اموات کا ریکارڈ رکھنا اور قبروں کو گننا، کار لاحاصل ہے سو کسی کو اس سے کوئی خاص غرض نہیں ہوتی۔

پاکستان کے لوگ فطری طور پر دوستی، محبت، خیر سگالی اور باہمی احترام کی آفاقی قدروں پر یقین رکھتے ہیں۔ مختلف ممالک سے دوستی کو فروغ دے کر انہیں آسودگی ملتی ہے۔ بھارت کے ساتھ تین جنگوں، پاکستان دشمنی کے حامل اس کے رویے، کشمیر میں مظالم اور اس کے جنگجویانہ مزاج کے باوجود پاکستان کے عوام کی اکثریت اس بات کی آرزومند ہے کہ باہمی تنازعات، بالخصوص مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل تلاش کر کے بھارت کے ساتھ معمول کے تعلقات استوار کرنے کی راہ نکالی جائے۔ اس طرح امریکہ کے ساتھ مستقل دشمنی یا نفرت کو، کوئی بھی ہوشمند پاکستانی قومی مفاد میں خیال نہیں کرتا۔ بلاشبہ واحد سپر پاور کی حیثیت سے امریکہ کا ایک کردار ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مسئلہ وہاں پیدا ہوتا ہے جب امریکہ، رعونت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستانی حکومت، پاکستانی فوج اور پاکستانی عوام کی حساسیت کو نظر انداز کرتا اور اپنے متعین مقاصد ہی کو واحد ترجیح بنا لیتا ہے۔ ایک طرف وہ پاکستان کو اپنا حلیف قرار دیتا، اس کے سر پر نان نیٹو اتحادی ہونے کا تاج سجاتا اور اپنی جنگ کے لئے اس کے تعاون کو ناگزیر قرار دیتا ہے اور دوسری طرف وہ بھارت کو افغان جنگ کا مشیر اعلیٰ قرار دیتا، اسے ایٹمی حلیف بناتا اور خطے کے معاملات کو اس کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ افغانستان میں جا بجا ایسے اڈوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جہاں سے تربیت پانے والے دہشت گرد پاکستان میں آتش کدے دہکا رہے ہیں اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود وہ یہ نہیں سمجھ پا رہا کہ پاکستان کی بستیوں پر ڈرون حملے کیا نتائج مرتب کر رہے ہیں اور ان حملوں کے باعث پاکستانی حکومت اور پاکستانی افواج کا کام کتنا مشکل ہو رہا ہے۔ بھاری بھرکم تھنک ٹینکس رکھنے والوں کو یہ اندازہ بھی نہیں ہو رہا کہ یہ میزائل حملے پاکستانی عوام کے دلوں پر کیسے گھاؤ لگا رہے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں سمجھ پا رہے کہ ان کی اس بے حکمتی سے پاکستان بڑا میدان جنگ بن گیا ہے جہاں چار سو آگ بھڑک رہی ہے اور انسانی جانوں کے ساتھ ساتھ معیشت بھی چوب خشک کی طرح جل رہی ہے۔ گئے سال کا اختتام کراچی بم دھماکے اور ہزاروں دکانوں کے خاکستر ہو جانے پہ ہوا اور سال نو کا آغاز امریکی ڈرونز حملوں کے ساتھ ساتھ لکی مروت میں خودکش حملے سے ہوا جس میں ایک سو کے لگ بھگ افراد جانیں گنوا بیٹھے اور بیسیوں زخمی ہو گئے۔

مئی 2009ء میں انسداد دہشت گردی کے سینئر ایڈوائزر اور امریکی فوج کے مشیر ڈیوڈ کیلکولن (DAVID KILCULLEN) نے امریکی کانگریس کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا تھا کہ 2006ء سے اب تک ہمارے ڈرون حملوں کے نتیجے میں صرف چودہ مطلوبہ دہشت گرد مارے گئے ہیں۔ جبکہ کل 700 افراد لقمہ بنے" ڈیوڈ نے کانگریس کو مشورہ دیا تھا کہ ڈرون حملوں کا سلسلہ ختم کر دیا جائے لیکن اس مشورے کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اگر ڈیوڈ کی یہ بات مان بھی لی جائے کہ چودہ افراد واقعی دہشت گرد تھے اور انہیں ہلاک کرنا ضروری تھا تو بھی خود امریکیوں کے مطابق ان حملوں کا لقمہ بننے والے 98 فیصد افراد معصوم تھے جن میں اچھی خاصی تعداد عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی بھی تھی۔

(باقی: صفحہ 12 پر)

حکومت پاکستان سرکاری مقتولین کے بچوں کی تعلیم، پرورش اور ملازمت کا اہتمام تو کرتی ہے لیکن

امریکی ڈرونز کا نشانہ بننے والے 1239 شہداء کے لواحقین، بچوں اور پسماندگان کے لیے کیا کیا؟

platform in the West Minister Abbey's Church by the side of the Parliament House in England. The Coronation ceremonies of all the English Kings/queens are held on this stone. According to the Jewish agenda, the Rock will be shifted to be installed in the future Third Temple and the New World Order i.e. the Jews World Order will see its completion. So this is the program of the American president Obama as well as all the Jewish forces in the West. Our rulers both present and the past are mistaken to take Americans as their friends and allies. Those thinking so are living in the fool's paradise. We should give a second thought to our foreign policy and should not fall prey any more to the trap of the Americans inspired by the Jews for the completion of their agenda.

a a a

Matter of conscience

When the Mumbai terrorist attacks occurred, at least four very responsible officers including one minister resigned. Late Robin Cook of England resigned his prestigious post due to differences with his prime minister, Toney Blair on Iraq war policy. Years ago Lal Bahadur Shastri of India had vacated his post as Railway Minister, when a train had collided. We in this country cannot present a single example of this sort, where someone has been forced by his conscience to resign or at least admit his failure or fault. The Supreme Court of Pakistan with a 17 member full bench verdict has declared the NRO as a notorious act in conflict with the country's law and interest. It has been declared null and void and all the cases suspended under it have been revived to be run in the relevant courts against the culprits. The list of the NRO beneficiaries include high profile personalities of the sitting central and provincial governments. Some of them are holding very responsible fortfolios of ministers. The one who is heading the list is the honourable President of the Islamic Republic of Pakistan. If conscience is not completely dead and if morality is something to them, then it becomes obligatory upon such incumbents to come forward and submit their resignations and face the trial of their cases. One wonders as to why their inner-self or conscience is not pinching them? Not only the 170 million Pakistanis have fixed their eyes on these people but the whole world is watching them to find whether the element of moral sense is still there, or we are completely devoid of this very precious gift of God.

a a a

مرکزی شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے
تنظیم اسلامی کا تیار کردہ سال نو کا
کیلنڈر 2010ء
......دستیاب ہے......
6 صفحات پر مشتمل شمسی وقمری کیلنڈر۔ قرآنی آیات کی خوبصورت خطاطی سے مزین،
☆4 رنگوں میں دیدہ زیب طباعت ☆ خوبصورت ڈیزائن ☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز "23x"18
خصوصی رعایتی قیمت 50 روپے
رفقاء واحباب یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں اور دعوتی نقطہ نظر سے خرید کر
احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں
رفقاء واحباب کیلنڈر حاصل کرنے کے لئے اپنے مقامی مراکز سے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-35869501،
فیکس 35834000، media@tanzeem.org
website: www.tanzeem.org

مرکز تنظیم اسلامی
67 اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
فون: 36316638, 36366638، فیکس 36271241
e-mail: markaz@tanzeem.org,

اطلاع
ڈاکٹر کرنل محمد ایوب خان صدر انجمن اشاعت قرآن کا مرتب کردہ کتابچہ ”درس قرآن کورس“ کا مختصر تعارف ہفت روزہ ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 49 (22 تا 28 دسمبر 2009ء) میں شائع کیا گیا تھا۔ 96 صفحات پر مشتمل اس کتابچے کی قیمت 30 روپے ہے اور یہ 294، توسیع کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ سے مل سکتا ہے۔

Muhammad Faheem

Target of the Jews

In a previous write-up, I had mentioned that one of the 4-point agenda of the US is to help complete a set of 5 point program of the Zionist Jews, which is mandated for whosoever is the president of the United States. Barack Obama is no exception to that since the White House is completely in the hands of the Zionist Jews. The American strategic policies in the South Asia and in the Middle East should be viewed in that context. The Five point program is as follow.

I. Armageddon: The bloodiest war of the world is to be fought in the Middle East . In the final chapter of the Bible under the 'Revelations of John' (Yuhanna), a disciple of the Jesus Christ, one of the prophecies is about this dreaded war before the end of this world. The Last Prophet (SAW) has also mentioned this war, telling that this (war) is not very far off. The perpetrators of Crusades are preparing the ground for that. The attack and occupation of Afghanistan and now destabilizing Pakistan (read Iran as well) should be seen in this perspective. The Jewish intellectuals and their think tanks have a deep and thorough study of these prophecies and they are planning to block every effort for the revival of the Islamic system in this strategic part of the world. They know from the collections of Ahadiths, which mention the waves of marching 'lashkars' with black banners to be hoisted at "Eliya" (Jerusalem)

II. Establishment of the Greater Israel: According to the relevant sayings of the Prophet (SAW) all the Muslim states will fall in this Crusade war and the Greater Israel will come into being. The map of this planned Israeli State is hanging at the gate of the Israeli Parliament, the Kensett. According to this map the greater Israel comprises of the whole of Palestine, the whole of Syria, Iraq upto Tigris, the fertile Nile Delta of Egypt, the southern part of Turkey and the northern part of Saudi Arabia upto Medina. Medina will not fall into the hands of the Jews with special protection from Allah (SWT) as said by the Holy Prophet (PBUH)

III. Razing the Aqsa Mosque and the Dome of the Rock: The Rock is believed to be the spot wherefrom the ascension to the Heavens, the Miraj Journey of the Prophet (SAW) had started. The Umayyad Caliph, Abdul Malik constructed the Dome on this Rock.

IV. Building the Temple of Solomon: They want to erect the 3rd Temple in place of the mosque and the Rock. Historically, the Temple was first destroyed by the Babylonian Emperor Nabukad Nazar in 586 BC. It was reconstructed after a century. For the second time it was dismantled by the Roman General Titus, in the year 70 AD. Since then it is non-existent except its lonely wall intact, which is called the Wailing Wall, where the Jews perform their usual wailing in memory of the Temple.

V. The Fifth and most important agenda item of the Zionist Jews is to establish global government to rule over the whole of the world. According to their plan, after the construction of the 3rd Temple, the Throne of David (Hazrat Dawood AS) will be put here. The Philadelphia Trumpet has released its details. According to it the coronation of both Hazrat Dawood and Hazrat Suleman (AS) had been held on a rock. Following these two, all the Jewish Kings in the later ages were coronated on the same rock. By the time Titus had felled the Temple, the Rock was in Jerusalem. He took this sacred stone to Rome along with him. From there it was shifted to Ireland, then to Scotland and finally to England. It has been installed on a